# اکابر علمائے بریلی کی منتخب کُتب فتاویٰ - تجزیاتی مطالعہ

حافظ غلام یوسف*

اسلام ایک حیات پرور دین ہے(۱) مکمل ضابطۂ حیات اور ایک جامع دستور (۲) ہے۔ اس رواں دواں زندگی کے لئے اللہ تعالیٰ نے جو شریعت نازل فرمائی ہے اس میں یہ صلاحیت رکھی ہے کہ وہ ہر حال اور ہر منزل میں تغیر پذیر انسانیت کا ساتھ دے سکے۔ شریعت کے ضوابط آسان (۳) ہیں اور اسلامی قوانین میں کوئی حرج (تنگی) نہیں (۴) اسلامی قوانین حکمت سے معمور، نہایت معقول اور مدلّل ہیں۔ اسلامی نقطۂ نظر سے شارع صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احکام الٰہی کے شارح و مفسّر ہیں (۵)۔ اسی بناء پر قانون الٰہی میں تبدیلی محال ہے۔ ماحول کے اثرات کا مقابلہ کرنے کے لئے اور مکان و زمان کی تبدیلیوں سے عہدہ برآ ہونے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس امت کے لئے دو انتظامات فرمائے ہیں:

اول- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسی کامل و مکمل اور زندہ تعلیمات عطا فرمائی ہیں جو ہر کشمکش اور ہر تبدیلی کا بآسانی مقابلہ کر سکتی ہیں، اور ان میں ہر زمانہ کے مسائل و مشکلات کو حل کرنے کی پوری صلاحیت موجود ہے۔

دوم- اللہ تعالیٰ اس دین کو ہر دور میں ایسے زندہ اشخاص عطا فرماتا رہے گا جو ان تعلیمات کو زندگی میں منتقل کرتے رہیں گے اور اجتماعی یا انفرادی حیثیت سے اس دین کو تازہ اور اُمت کو سرگرم عمل رکھیں گے، اس دین میں ایسے اشخاص کے پیدا کرنے کی صلاحیت و طاقت ہے، اس کا اس سے پہلے کسی مذہب میں اظہار نہیں ہوا۔ یہی وہ جماعت ہے جس کو اُمت مسلمہ ''فقہاء'' کے نام سے تعبیر کرتی ہے۔

شریعت اسلامیہ متحرک قسم کے احکام کا مجموعہ ہے۔ اس میں عقل کے استعمال کو اُبھارا گیا ہے (۶) جو عدل و مصلحت پر مشتمل ہے۔ شریعت اور فقہی استنباط (۷) کے درمیان فرق کو ذہن نشین رکھنا بھی ضروری ہے۔ شریعت بالکل نقص سے پاک ہے اس میں کسی قسم کی تبدیلی ممکن نہیں (۸) جبکہ فقہی استنباط میں چونکہ اجتہاد کا دخل ہوتا ہے، اس لئے اس میں نظر ثانی اور ترمیم کی گنجائش موجود ہے۔ علماء و فقہاء زمانۂ قدیم سے ہی قرآن اور حدیث کے اصولی احکام یا نصوص شرعیہ کی روشنی میں فقہ اور اصولِ فقہ پر شاندار تصنیفات مرتّب کرتے آئے ہیں، یہ موجودہ زمانے میں بھی ایک نظیر یا ''رُولنگ'' کا کام دیتے ہیں۔ اگرچہ دور نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں فقہی مباحث کا فُقدان تھا

---

* ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ فقہ اسلامی و قانون، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد، پاکستان

اس لئے ''فقہ'' ایک فن کی حیثیت سے مدون نہیں ہوئی تھی (۹)۔

افتاء اپنی ماہیت کی رو سے احکامِ الٰہیہ کے کشف و اظہار کا نام ہے۔ یہ فقہی مسائل و احکام کا شرعی حل دریافت کرنے کی سعی و کاوش سے عبارت ہے۔ افتاء کا کام سب سے زیادہ حساس و نازک ہے، اور ایک مسلسل متحرک اور تدریجی ارتقائی عمل ہے۔ اس لئے افتاء کا عمل کبھی رک نہیں سکتا، اسے ہمیشہ آگے بڑھنا اور پھیلنا ہے، افتاء کا جمود مذہبی زندگی کی موت ہے اور فتویٰ کا تسلسل ہی قانون کا ارتقاء (۱۰) ہے۔ فتویٰ کے بغیر عوام میں مذہبی رجحان اور دینی ذوق کی پرورش ممکن نہیں۔

عہد رسالت اور عہد صحابہ میں استفتاء اور فتویٰ کا سلسلہ اکثر و بیشتر زبانی تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیّبہ میں صحابۂ کرام پیش آمدہ مسائل میں آپ ہی کی طرف رجوع کرتے تھے، ہر قسم کے سوالات و جوابات، اور استفسار کا مرکز آپ ہی کی ذاتِ گرامی رہی۔ آپ کے بعد حضراتِ صحابہ مرکز افتاء تھے (۱۱)۔ جوں جوں اسلامی مملکت میں وسعت ہوئی ہر جگہ مختلف قوموں نے اسلام اور اس کی ابدی صداقت کے اصولوں کو تسلیم کیا، نئی تہذیب وتمدن اور نئی معاشرتوں کا سامنا ہوا، قوموں کے اختلاط اور معاشرتی ضرورتوں نے نئے نئے مسائل کو جنم دیا، تو جواباً اس دور کے تقاضوں کو بوجہ احسن پورا کرنے کے لئے علماء وفقہاء نے قرآن وسنّت کے تحت علوم وفنون کا ایک گلدستہ تیار کیا۔

ان ہی علوم وفنون میں سے ''علم الفقہ'' کا فن (۱۲) بھی وجود میں آیا اور تدریجاً ارتقائی منازل طے کرتا رہا فقہاء نے نہایت عرق ریزی اور جانفشانی کے ساتھ فقہ کے رہنما اصول مرتب کئے۔ مفتیان کرام کی جماعت جن کو فقہ سے مناسبت تامہ ہوتی ہے ہر زمانہ میں موجود رہی ہے اور عوام وخواص ہر ایک کا اس جماعت کی طرف رجوع عام رہا ہے اور یہ جماعت اپنے علمی رسوخ، خدا داد صلاحیت اور مخصوص قوتِ ادراک کی وجہ سے اس کام کو بخوبی انجام دینے میں ممتاز اور نمایاں رہی ہے، اس جماعت نے افتاء کو اپنا فریضۂ منصبی تصور کرتے ہوئے ہمیشہ ہی مسلمانوں کی رہنمائی کی۔

زیر نظر مقالہ میں اکابر علمائے بریلی کی گیارہ منتخب کتبِ فتاویٰ کا تعارف انتہائی اختصار کے ساتھ ترتیب زمانی کے لحاظ سے پیش کیا گیا ہے۔ ان علمی وتحقیقی جواہر پاروں کی امتیازی وانفرادی خصوصیات کو قلیل در قلیل وقت میں سمیٹنا یا سمیٹنے کی کا دعویٰ کرنا ایسا ہے جیسا کہ ذرّہ کو اس بات کا مکلّف ٹھہرایا جائے کہ وہ آفتاب کی پنہائیوں کو اپنے اندر سمیٹ لے۔

1 - العطایا النبویة فی الفتاویٰ الرضویة: یعنی فتاویٰ رضویہ (اعلیٰ حضرت احمدؒ رضا، م: 1921ء)

فتاویٰ کا یہ مجموعہ گیارہ جلدوں، سات ہزار دو سو ستاسی (۷۲۸۷) صفحات، پانچ ہزار تین سو انیس (۵۳۱۹) فتاویٰ اور ایک سو (۱۰۰) رسائل پر مشتمل ہے، دارالعلوم امجدیہ، کراچی سے 1991ء - 1994ء شائع ہوا۔

اعلیٰ حضرت احمدؒ رضا خان بن نقی علی خان بریلوی (۱۳) بروز پیر، ۱۰، شوال ۱۲۷۲ھ/۱۴، جون، ۱۸۵۶ء کو بانس بریلی (انڈیا) میں پیداء ہوئے (۱۴) اعلیٰ حضرت نے ابتدائی تعلیم اپنے والد سے اور کچھ دیگر علماء سے حاصل کی (۱۵) سفرِ حج کے دوران علمائے حرمین شریفین سے بھی استفادہ کیا۔ علماء حرمین سے بعض کلامی وفقہی مسائل پر بحث و مباحثہ بھی ہوا (۱۶)۔ چودہ سال کی عمر میں اپنے والد سے فتویٰ نویسی کی تربیت لینی شروع کی اور سات سال کے بعد ان کو فتویٰ دینے کی اجازت مل گئی (۱۷)۔ آپ شاہ آلِ رسول الحسینی سے بیعت ہوئے اور اجازت وخلافت حاصل کی (۱۸)۔ علوم اسلامیہ کی تحصیل کے بعد بانس بریلی میں ایک مدرسہ ''دارالعلوم منظر اسلام بریلی'' کے نام سے قائم کیا اور زندگی بھر اسی مدرسہ میں خدمات انجام دیتے رہے۔ آپ کی فتویٰ نویسی کے بارے میں ڈاکٹر مجید اللہ قادری لکھتے ہیں: ''امام احمد رضا خان بریلویؒ قدس سرہٗ نے ۵۴ سال فتویٰ کا کارگراں انجام دیا۔ آپ کی سرعت تحریر کا یہ عالم تھا کے آپ کے مسودات کو نقل کرنے والے بیک وقت چار افراد نقل کرتے جاتے یہ ابھی فارغ بھی نہ ہوتے کے پانچواں صفحہ تیار بھی ہو جاتا'' (۱۹)۔

علامہ عبدالحی حسنی نزہۃ الخواطر میں اعلیٰ حضرت کے بارے میں لکھتے ہیں: كان متشدداً فی المسائل الفقهية و الكلامية، متوسعاً مسارعاً في التكفير ... كان عالماً متبحراً، كثير المطالعة واسع الاطلاع لهٗ قلمٌ سيّال و فكر حافل فی التاليف (۲۰)۔ مختلف علوم وفنون پر ان کی تصانیف کی تعداد پچپن ہے جبکہ شروحات اور حواشی کی تعداد ایک ہزار شمار کی گئی ہے (۲۱)۔ نزہۃ الخواطر میں آپ کی مستقل تصانیف کی تعداد پانچ سو لکھی ہے (۲۲)۔ آپ کی وفات بروز جمعہ ۲۵، صفر، ۱۳۴۰ھ/۲۱، اکتوبر، ۱۹۲۱ء کو بانس بریلی میں ہوئی (۲۳)۔

فتاویٰ کی چند اہم خصوصیات:

۱- عقائد، عبادات اور معاملات سے متعلق فتاویٰ موجود ہیں جس سے زندگی کے تقریباً ہر شعبہ کے مسائل سے متعلق رہنمائی ملتی ہے۔

۲- اس مجموعہ کی امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ بریلوی مکتبِ فکر کے مطبوعہ فتاویٰ کا ضخیم مجموعہ ہے۔ دیگر مفتیوں نے فتاویٰ رضویہ سے استفادہ کرتے ہوئے جا بجا اس کے حوالے دینے کے ساتھ ساتھ اس مجموعہ میں شامل فتاویٰ کو بطور سند کے پیش کیا ہے۔

۳- اس مجموعہ میں شامل سو(۱۰۰) رسائل اس مجموعہ کی انفرادیت کو اجاگر کرتے ہیں جن میں مفصل و مدلل اور محققانہ انداز میں بحث کی گئی ہے جن میں سے بعض رسائل سو سے زائد صفحات پر محیط ہیں۔

۴- اکثر فتاویٰ کا تعلق عمومی مسائل سے ہے جہاں دلائل سے قطع نظر صورت مسئلہ کی وضاحت کردی گئی ہے۔

۵- جب کوئی اختلافی یا جدید مسئلہ پوچھا جائے تو پھر تفصیلی بحث کرتے ہوئے دلائل بکثرت ذکر کرتے ہیں اس طرح کے مفصل فتاویٰ کی نظیر دیگر فتاویٰ کے مجموعوں میں ملنا مشکل ہے۔ مثلاً مسئلہ حرمت سجدۂ تحیہ (سجدۂ تعظیمی) کے بارے میں دیا گیا مفصل فتویٰ ستر۷۰ صفحات پر محیط ہے اس فتویٰ میں بطور دلیل کے متعدد قرآنی آیات، چالیس ۴۰ احادیث اور تقریباً ڈیڑھ سو کے قریب دلائل فقہ وفتاویٰ کی کتابوں سے پیش کئے ہیں (۲۴)۔ سماع موتی سے متعلق ایک سو انچاس (۱۴۹) صفحات پر محیط فتویٰ میں ساٹھ (۶۰) احادیث اور تین سو (۳۰۰) علماء کے اقوال بطور حوالہ کے نقل کئے (۲۵) جمع الصلاتین کے بارے میں ایک سو چودہ صفحات پر مشتمل مدلل و مفصل فتویٰ دیا، جس میں اسی (۸۰) احادیث اور سینکڑوں دلائل نقل کئے (۲۶)، اس طرح کی مثالیں جابجا دیکھی جاسکتی ہیں۔

۶- بعض دفعہ بے ربط و بے ترتیب دلائل نقل کرتے چلے جاتے ہیں، قاری کے لئے ان دلائل سے کوئی نتیجہ اخذ کرنا اور صحیح مسئلہ کو سمجھنا مشکل ہے دلائل اور دعویٰ کے درمیان ربط ومناسبت تلاش کرنا مشکل نظر آتا ہے، ان تفصیلی تحریرات سے بعض اوقات یہ اندازہ نہیں ہوتا کہ یہاں کونسا مسئلہ زیر بحث ہے۔ یہ صورتحال اس وقت بآسانی محسوس کی جاسکتی ہے جب فتویٰ ایک مستقل عنوان اور رسالہ کی شکل میں ہو مثلاً رسالہ منیر العین فی تقبیل الابہامین کے عنوان سے دیا گیا فتویٰ۔ یہ فتویٰ ایک سو چھ صفحات پر مشتمل ہے جس میں ثابت کیا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سن کر انگوٹھے چومنا مستحب عمل ہے (۲۷)۔

۷- مکررات بہت زیادہ ہیں ایک ہی عنوان سے ایک ہی طرح کا فتویٰ کئی جگہ نقل کیا گیا ہے: مثلاً غیر مقلدین اور دیوبندی امام کے پیچھے نماز پڑھنے کے متعلق دیا گیا فتویٰ صرف جلد سوم میں متعدد مقامات پر دیکھا جاسکتا ہے (۲۸)۔ اہل حدیث اور دیوبندی مکاتب فکر کے اکابر علماء اور ان کے متعلقین کے بارے میں دیا گیا فتویٰ اس مجموعہ میں ۵۳ مقامات پر دیکھا جاسکتا ہے (۲۹)۔

۸- حدیث کا حوالہ دیتے وقت کبھی حدیث کا اردو ترجمہ اور بعض اوقات احادیث کا صرف عربی متن لکھنے پر اکتفاء کیا گیا ہے۔ حوالہ جات زیادہ تر نامکمل ہیں بعض دفعہ صرف کتاب کا نام لکھا جاتا ہے اور کبھی کتاب کا نام بھی ذکر نہیں کیا جاتا (۳۰)۔ کاغذ سے استنجا کرنے کی ممانعت کے بارے میں فتویٰ دیتے ہوئے لکھتے ہیں انّ حروف الهجاء قرآن اُنزِلَتْ عَلٰی هُودَ عَلیه الصلوٰة والسلام، اس عبارت کا حوالہ نہیں دیا گیا (۳۱)۔ ''مسلمان کی روح

بعد انتقال جہاں چاہے جاتی ہے'' اس فتویٰ کے ضمن میں پیش کی گئیں تین احادیث کا حوالہ نہیں دیا گیا، (۳۲)۔ ایک جگہ فتویٰ دیا ''حدیث میں آیا ہے انّ ابنتی فاطمة ادمیة حوراء لم تحض و لم تطمث بیشک میری صاحبزادی بتول زہرا انسانی شکل میں حوروں کی طرح حیض و نفاس سے پاک ہے'' (۳۳) اس حدیث کا بھی حوالہ موجود نہیں۔

۹- جلد اول میں طہارۃ کے مسائل کو تفصیل کیساتھ بیان کیا گیا ہے، لیکن زیادہ تر فتاویٰ عربی زبان میں ہیں جس سے غیر عربی داں افراد کے لئے استفادہ کرنا دشوار تھا۔ اب فتاویٰ رضویہ، ترجمہ، تخریج و تعلیقات کے ساتھ مکتبۃ المدینہ سے تیس جلدوں میں شائع ہو چکا ہے، جس سے یہ مشکل حل ہوگئی ہے اور اس سے استفادہ کرنا بہت آسان ہو گیا ہے۔

۱۰- طہارۃ کے مسائل کے حوالے سے اعلیٰ حضرت کی اہم تحقیق تیمّم کی تعریف اور ماہیت شرعیہ کے بارے میں دیا گیا ایک سو انچاس (۱۴۹) صفحات پر محیط تفصیلی فتویٰ ہے۔ اس فتویٰ میں پانی کے استعمال پر قدرت نہ ہونے کی ایک سو پچھتر صورتوں کو بیان کیا گیا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ تہتر (۷۳) اُن اشیاء کو شمار کیا گیا ہے جن سے تیمّم کرنا جائز نہیں۔ پانی کی موجودگی میں پچیس (۲۵) ایسی صورتیں بیان کی ہیں کہ جن میں تیمّم جائز نہیں۔ یہ فتویٰ ہر اعتبار سے یہ ایک منفرد تحقیق ہے (۳۴)۔

اعلیٰ حضرت کی اس منفرد تحقیق کے بارے میں ڈاکٹر مجید اللہ قادری لکھتے ہیں: ''مسئلہ تیمّم میں متقدمین اور متوسطین فقہاء کرام کی صدہا کتابوں میں مٹی کی وہ اقسام جن سے تیمّم جائز ہے ان کی کل تعداد ۸۴ ہے جو کہ ہزاروں فقہاء کی ہزار سال سے زیادہ کی محنت کا ثمرہ ہے لیکن فرد واحد نے ان میں ۱۰۷ اقسام کا اضافہ کیا اس طرح مٹی کی وہ اقسام جن سے تیمّم ناجائز ہے فقہاء کی اجتماعی کوششوں سے ان کی تعداد ۱۳۰ تک پہنچا دی۔ اس سے اندازہ لگائیے کہ فقہ میں آپ کی نظر میں کتنی وسعت تھی کہ ہزاروں فقہا کے مجموعی کام پر آپ نے نہ صرف اضافہ فرمایا بلکہ جواز اور عدم جواز کے سلسلے میں دلائل کی تعداد کو دو گنے سے زیادہ کر دیا ہے'' (۳۵)۔

۱۱- ہر استفتاء میں مستفتی کا نام، تاریخ اور پتہ درج ہے جس سے قاری بآسانی اندازہ لگا سکتا ہے کہ یہ مسئلہ کس وقت اور کہاں پیش آیا تھا اور اس طرح کا سوال پوچھنے کی کیا ممکنہ وجوہات ہوسکتی تھیں؟۔

۱۲- اکثر فتاویٰ میں پیش کردہ دلائل بنیادی مصادر سے نقل کئے گئے ہیں۔ مثلاً: ضمان علی الاجیر کے بارے میں فتویٰ دیتے ہوئے اڑتیس (۳۸) کُتبِ فقہ و فتاویٰ کا حوالہ دیا گیا ہے (۳۶)۔ منی آرڈر کے بارے میں دیئے گئے تفصیلی فتویٰ میں تیس کُتب فقہ و فتاویٰ کا حوالہ دیا گیا ہے (۳۷)۔ خُطبَۃُ الکِتاب میں اعلیٰ حضرت نے اُن نوے (۹۰) کتابوں کا ذکر کیا ہے جن سے استفادہ کرتے ہوئے فتاویٰ دیا کرتے تھے (۳۸)۔ فتاویٰ رضویہ کی مزید

خصوصیات بھی دیکھی جاسکتی ہیں۔(۳۹)۔

۱۳- بعض جدید اور علاقائی مسائل کے بارے میں تفصیلی رہنمائی ملتی ہے۔اعلیٰ حضرت نے اپنی فقہی بصیرت کا مظاہرہ کرتے ہوئے محققانہ انداز میں بحث کر کے جدید مسائل کا شرعی حل پیش کیا ہے۔ایسے مسائل کی تعداد کافی ہے،اختصار کے پیش نظر بطور نمونہ چند فتاویٰ کی نشاندہی کی جاتی ہے۔(۴۰)

استنجا کے لئے ٹشو پیپر کا استعمال،چینی اور برف کے استعمال کے جواز کے بارے میں چالیس صفحات پر مشتمل تفصیلی فتویٰ،عبداللہ نامی ایک شخص کی خرافات پر مبنی اشتہار کا مدلل رد،چلتی ٹرین کے دوران نماز کے جواز وعدم جواز کا فتویٰ،فوٹو گرافی کی حرمت کا فتویٰ،کوٹ، پتلون اور انگریزی ٹوپی کا استعمال کے عدم جواز کا فتویٰ،مسجد میں مٹی کا تیل جلانا حرام ہے اور گستاخی ہے، بینک اور ڈاکخانہ میں جمع شدہ رقم کی زکوٰۃ کے وجوب کا فتویٰ،پراویڈنٹ کا حکم،دفاعی فنڈ میں زکوٰۃ دینے کا حکم،رویت ہلال کے بارے میں تار اور ٹیلیفون کی خبر کا حکم،حصص کے کاروبار کا حکم،بیمہ کا شرعی حکم،''خلافت اسلامیہ عربک کمیٹی'' کے جلسہ میں شرکت کرنے والوں کے بارے میں فتویٰ،بندوق کی گولی سے شکار کرنے کا حکم،رسالہ بنام''السوء والعقاب علی المسیح الکذاب''۔

۱۴- اعلیٰ حضرت نے عبادات و معاملات سے متعلق فقہی مسائل کو جس انداز میں حل کیا یہ ان کی عظیم علمی خدمت جس سے کسی کو بھی اختلاف نہیں ہوسکتا۔البتہ بعض کلامی مسائل میں ان کے بے لچک موقف نے پاک وہند کے دو بڑے مکاتبِ فکر(اہل حدیث اور دیوبندی) کے بارے اچھے تاثرات نہیں چھوڑے۔مذکورہ دونوں مکاتبِ فکر کے علماء اور ان کے معتقدین کے بارے میں تکفیری فتوے فتاویٰ رضویہ کی مختلف جلدوں میں ساڑھے پانچ سو(۵۵۰) سے زائد مقامات پر دیکھے جاسکتے ہیں(۴۱)۔

چند تفصیلی فتاویٰ کے عنوانات ملاحظہ ہوں:''بحث تیمّم اور گنگوہی پر سات ضربیں،رسالہ النھی الاکید عن الصلوٰۃ وراء عدی التقلید،رسالۃ القلادۃ المرصعۃ فی نحر الاجوبۃ الاربعہ،رسالۃ اتیان الارواح لدیارھم بعد الرواح،ازالۃ العار بحجر الکرائم عن کلاب النار۔

## 2- جامع الفتاویٰ (مفتی ریاست علی خانؒ،م:1930ء)

فتاویٰ کا یہ مجموعہ دو جلدوں،چار سو سولہ صفحات اور چار سو انتالیس(۴۳۹) فتاویٰ پر مشتمل ہے۔1916ء میں مطبع اہلسنت و جماعت بریلی سے شائع کیا گیا۔

مفتی ریاست علی خان کی پیدائش شاہجہاں پور میں ہوئی،ابتدائی تعلیم اپنے شہر میں حاصل کرنے کے بعد بقیہ درسی کتابیں اور فنون رامپور میں علامہ ارشاد حسین نقشبندی سے پڑھ کر سندِ فراغت حاصل کی(۴۲)۔اس کے

بعد اٹھارہ سال تک اپنے استاذ شیخ ارشاد حسین کی خدمت میں رہ کر تربیت حاصل کی اور انہیں کے ہاتھ پر سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت ہوئے (۴۳) اس کے بعد اپنے شہر واپس آگئے اور عمر بھر درس و تدریس اور فتویٰ نویسی کی خدمات انجام دیتے رہے، آپ کا شمار کثیر التصانیف مصنفین میں ہوتا ہے (۴۴) ۔ ان کی وفات ۲۳، ربیع الثانی ،۱۳۴۹ھ/۱۷، ستمبر ،۱۹۳۰ء میں ہوئی (۴۵) ۔

جامع الفتاویٰ کی اہم خصوصیات:

۱-متفرق مسائل کے بارے میں دیے گئے فتاویٰ بغیر ترتیب وتبویب کے جمع کئے گئے ہیں۔

۲-اکثر فتاویٰ مختصر ہیں۔

۳-مکررات بھی کافی ہیں ،مثلاً جماعت ثانیہ کی کراہت کا فتویٰ آٹھ دفعہ مکرر ہے (۴۶) ۔

۵-اسی طرح روافض کے بارے میں ایک ہی طرح کے سات فتاویٰ موجود ہیں (۴۷) ۔

۶-اکثر فتاویٰ میں دلائل اور حوالہ جات کا اہتمام کیا گیا ہے ۔قرآن و حدیث کے علاوہ زیادہ تر دلائل روح البیان، مدارج النبوۃ، فقہ اکبر، ہدایہ، درمختار، شامی ،فتاویٰ تاتار خانیہ اور فتاویٰ عالمگیری وغیرہ سے نقل کئے گئے ہیں۔ بہت سے فتاویٰ پر مفتی ریاست علی کے علاوہ دیگر مفتیوں کے دستخط اور تصدیقات موجود ہیں۔

۷-سوال نقل کر کے عموماً پہلے ایک یا دو سطر میں انتہائی اختصار کے ساتھ جواب دینے کے بعد قال الامام اعظم فی الفقہ الاکبر ،قال فی الدر المختار ، قال العلامۃ الشامی ، فی فتاویٰ عالمگیری یاقال فی الھدایۃ ،وغیرہ لکھ کر مذکورہ مسئلہ کے بارے میں ان کتابوں سے دلائل نقل کردیتے ہیں۔عموماً عربی عبارات کے طویل اقتباسات پیش کرتے ہیں۔

۸-پہلی جلد میں زیر بحث مسائل کے عنوانات کچھ اس طرح ہیں: کیا شب معراج میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کا دیدار کیا تھا؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذکر ولادت کے وقت قیام کرنا سراپا سعادت ہے، انگریزی شفاخانہ سے علاج کرانے کا حکم ،غیر عربی میں جمعہ کا خطبہ پڑھنے کا حکم؟ ،سیاہ خضاب اور حقہ پینے کا شرعی حکم مخصوص دنوں میں میت کی روح کا اپنے گھر واپس آنا ،نور محمد کی تحقیق ،مسئلہ سماع موتی ،قبروں پر چادریں چڑھانا ، رافضیوں سے نکاح کا حکم ،کاغذی نوٹ کی خرید وفروخت کا حکم وغیرہ۔

۹-دوسری جلد میں بزگان دین کا عرس کرنا ، ہندوستان دار الحرب ہے یا دار الاسلام؟ ،مسئلہ علم غیب ، کافر کی بنائی مسجد کا حکم ،عورتوں کا زیارت قبور کے لئے جانا ،محمد بن عبد الوہاب کا کیا عقیدہ تھا؟ وغیر مسائل کے بارے میں فتاویٰ قابل ذکر ہیں۔

۱۰-اس مجموعہ میں دو فتاویٰ تفصیلی ہیں: پہلا فتویٰ مفتی رشید احمد گنگوہی کے بائیس (۲۲) فتاویٰ کو نقل کر کے ان سب کی تردید کی گئی ہے اور یہ بحث اکتیس (۳۱) صفحات پر محیط ہے (۴۸)۔ دوسرا تفصیلی فتویٰ کا تعلق مختلف مذہبی رسومات کے جواز کے بارے میں ہے (۴۹)۔

## 3-فتاویٰ مہریہ: (پیر مہر علیؒ شاہ، م:1937ء)

فتاویٰ کا یہ مجموعہ ایک جلد، ایک سو ساٹھ (۱۶۰) صفحات اور اڑسٹھ (۶۸) فتاویٰ پر مشتمل ہے۔ جامعہ غوثیہ گولڑہ سے 1977ء میں شائع ہوا۔ اس مجموعہ کی ترتیب وتصحیح کا کام مولانا فیض احمد نے انجام دیا۔

سید پیر مہر علیؒ شاہ بن سید نذر الدین شاہ گیلانیؒ، گولڑہ شریف ضلع راولپنڈی میں (یکم رمضان المبارک ۱۲۷۵ھ/۱۴پریل ۱۸۵۹ء) پیدا ہوئے ان کا سلسلہ نسب چھتیس (۳۶) واسطوں سے حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے (۵۰)۔آپ نے معقولات ومنقولات کی کتابیں اور دیگر فنون کی تعلیم مولانا محی الدین ہزارویؒ، مولانا محمد شفیع قریشیؒ اور مولانا لطف اللہؒ سے حاصل کی اور حدیث کی تکمیل مولانا احمد علی سہارنپویؒ سے کر کے ۱۲۹۵ھ/۱۸۷۸ء میں سند فراغت وسند حدیث لی۔آپ نے سلسلہ چشتیہ میں خواجہ شمس العارفین سیالوی سے بیعت وخلافت حاصل کی اور جب ۱۳۰۷ھ/۱۸۹۰ء حج کے لئے حرمین شریفین گئے تو اس وقت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی سے بیعت کر کے سلسلہ چشتیہ صابریہ میں بھی خلافت حاصل کی (۵۱)۔

شاہ صاحب کا ارادہ حرمین میں رہنے کا تھا لیکن حاجی امداد اللہ مہاجر مکی نے ان کو حکم دیا کہ ہندوستان واپس جاؤ وہاں ایک فتنہ اٹھنے والا ہے اس کا مقابلہ کرنا (۵۲) چنانچہ واپس آ کر فتنہ قادیانیت کا بھرپور مقابلہ کیا اور ''شمس الہدایہ'' اور ''سیف چشتیائی'' کے نام سے دو کتابیں تصنیف کیں جن میں مرزا کے مختلف دعاوی مفصل و مدلل تردید پیش کی (۵۳)۔مولانا اشرف علی تھانویؒ لکھتے ہیں: ''کلمۃ الحق والوں نے اتنے کثیر اور قوی دلائل پیش کئے تھے کہ علماء کے لئے ایمان بچانا مشکل ہو گیا تھا لیکن پیر مہر علی شاہؒ صاحب نے اپنی کتاب ''تحقیق الحق'' میں جس طرح قرآن و حدیث، کلام ومنطق اور لغت کے اصولوں سے اس کی تردید کی ہے یہ آپ ہی کا حصہ ہے'' (۵۴)۔آپ کی وفات (۲۹صفر/۱۳۵۶ھ/۱۱مئی/۱۹۳۷ء) گولڑہ میں ہوئی۔

فتاویٰ مہریہ کی چند اہم خصوصیات:

۱-اس مجموعہ میں اڑسٹھ فتاویٰ ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق بارہ، فرقۂ مرزائیہ اور بہائیہ کے عقائد و نظریات کے بارے میں چھ، طلاق سے متعلق بارہ فتاویٰ ہیں اور کچھ فتاویٰ متفرق مسائل کے بارے میں ہیں۔

۲-شاہ صاحب کا فتویٰ نویسی کا انداز خصوصاً کلامی مسائل میں محققانہ اور منطقیانہ ہے اور فتاویٰ کی زبان ثقیل ہے جو

عربی اور فارسی تراکیب پر مشتمل ہے، ایسے علمی نکات تحریر کئے گئے ہیں جس سے اہل علم ہی صحیح معنوں میں استفادہ کر سکتے ہیں (۵۵) مثلاً ایک فتویٰ میں لکھتے ہیں:

آپ کا سچا اور پاک فرمان کہ "یہ قدم میرا ہر ولی کی گردن پر ہے" از قبیل شطحیات نہیں جیسا کہ کم ظرف لوگ کم حوصلگی کی وجہ سے ایسے دعاوی کیا کرتے ہیں بلکہ مقام صحو و استقامت و تمکین میں بوجہ مامور ہونے کے ایسا فرمایا گیا ہے بوجوہ متعددہ۔ اگر یہ فرمان امر خداوندی کی تعمیل نہ ہوتا جیسا کہ موجودہ زمانہ کے بعض متصوّفین کا خیال ہے تو پھر آں کا سر اصنام غیر و غیریت، آں ناصبِ خیام وحدت و احدیت، آں مرکز دائرہ پرکارِ وجود، آں مہبطِ تجلیات و انوارِ شہود، آں گوئے از ہمہ بردہ در حق پرستی، آں قطب الوحدۃ خواجہ خواجگان معین الحق والدّین چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بروقت صدور فرمان عالی سب سے پہلے سر تسلیم خم نہ فرماتے۔

دوسری مثال: استفتاء: اِذَا اَرَادَ اللّٰہُ شَیْئاً اَنْ یَّقُوْلَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْن میں لہٗ ضمیر کا مرجع کون ہے اگر شَیْئاً مانا جاوے تو اس کو خدا تعالیٰ نے پیدا نہیں کیا۔ قبل از تخلیق وہ مرجع نہیں ہو سکتی اس کے تو پیدا کرنے کا ارادہ کیا ہے؟۔

جواب: اشیاء موجودہ کے لئے قبل از تخلیق علم باری عزّ اسمہٗ میں ثبوت ہے اس مرتبہ میں اعیانِ ثابتہ کہلاتے ہیں ارجاع ضمیر، یا یوں کہئے خطاب کن کے لئے ثبوت علمی کافی ہے (۵۵)۔

۳- مسائل کی تعداد اگرچہ کم ہے لیکن تمام فتاویٰ اہم علمی مباحث سے متعلق ہیں، محققانہ انداز میں بحث کرتے ہوئے فتاویٰ تحریر کئے گئے ہیں۔

۴- دلائل قرآن کریم اور احادیث کی بنیادی کتب سے نقل کرتے ہیں ان کے علاوہ شامی، طحاوی، فتاویٰ بزازیہ، شرح شفاء، فتوحات مکیہ اور الیواقیت والجواہر (لامام شعرانی) کے حوالے بھی موجود ہیں۔

۵- اکثر فتاویٰ اردو میں ہیں جبکہ بعض فتاویٰ فارسی میں تحریر کئے گئے ہیں۔

۶- فتویٰ دیتے وقت سب سے پہلے اردو یا فارسی میں فتویٰ کا خلاصہ پیش کرتے ہیں اس کے بعد قرآنی آیات، احادیث اور دیگر کتب سے طویل عربی عبارات کے اقتباسات پیش کرتے ہوئے اس کے ضمن میں دلائل عقلیہ بھی بکثرت دیتے ہیں۔

۷- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر لفظ بشر کے اطلاق، آپ کے حاضر و ناظر اور عالم الغیب ہونے کے بارے میں فتاویٰ، فرقہ بہائی کے غلط استدلال کی تردید، ختم نبوت کے متعلق چند شکوک کا ازالہ، فرقہ مرزائیہ کے آٹھ اہم اشکالات کے جوابات، مرشد کو سجدہ تعظیمی کرنے کے متعلق شرعی فتویٰ؟، مخصوص دنوں میں ارواح کا اپنے گھروں کو

واپس آنے اور سماع موتی کے بارے میں تحقیقی فتاویٰ ،گاؤں میں جمعہ کی ادائیگی اورایک ہی مجلس میں دی گئیں تین طلاقوں کے بارے میں فتاویٰ قابل ذکر ہیں(۵۷)۔

## 4-فتاویٰ امجدیہ: (مفتی امجد علیؒ ،(م:1948ء)

فتاویٰ کا یہ مجموعہ چار جلدوں ، ایک ہزار آٹھ سو چوبیس (۱۸۲۴) صفحات اور ایک ہزار سات سو نواسی (۱۷۸۹) فتاویٰ پر مشتمل ہے، مکتبہ رضویہ آرام باغ ،کراچی سے ۱۹۹۷ء میں شائع کیا گیا۔اس مجموعہ کی جمع و ترتیب کا کام آل مصطفیٰ مصباحی نے انجام دیا ہے۔

مفتی امجد علیؒ بن مولانا جمال الدین اعظمیؒ کی پیدائش (۱۲۹۶ھ/۱۸۷۸ء (گھوسی اعظم گڑھ ، ہند میں ہوئی(۵۸)۔ابتدائی تعلیم اپنے دادا اور بڑے بھائی سے حاصل کرنے کے بعد علوم وفنون کی تکمیل مولانا ھدایت اللہ رامپوریؒ کے مدرسہ جونپور سے کی ۔ پھر مولانا وصی احمد محدثؒ سورتی کے ''مدرسۃ الحدیث'' میں داخلہ لیکر درس حدیث میں شریک ہوئے اور ۱۳۲۶ھ/۱۹۰۸ء میں سند فراغت حاصل کی (۵۹)۔

فراغت کے بعد'' دارالعلوم منظر الاسلام بریلی'' سے اپنی تدریسی زندگی کا آغاز کیا جہاں درس وتدریس کے ساتھ ساتھ مطبع اہلسنت کا انتظام اور جماعت رضاء مصطفےٰ کے شعبۂ علمیہ کی صدارت کے اور افتاء کے فرائض بھی ان کے سپرد تھے۔طویل عرصہ تک'' دارالعلوم منظر الاسلام بریلی'' میں خدمات انجام دینے کے بعد۱۳۴۳ھ/۱۹۲۴ء میں بحیثیت صدر مدرس'' دارالعلوم معینیہ عثمانیہ اجمیر شریف'' میں ان کا تقرر ہوا لیکن تین سال کے بعد واپس بریلی آ گئے ۔ اور'' دارالعلوم حافظیہ سعیدیہ'' میں سات سال تک بحیثیت صدر مدرس خدمات انجام دیں (۶۰) ۔فتاویٰ امجدیہ اور'' بہار شریعت'' آپ کی اہم تصانیف ہیں اس کے علامہ طحاویؒ کی معروف کتاب'' شرح معانی الاثار'' کے نصف اول پر عربی حاشیہ بھی تحریر کیا۔ ان کی وفات ،۲، ذیقعدہ ، ۱۳۶۷ھ/۶،ستمبر، ۱۹۴۸ء کو سفر حج کے لئے جاتے ہوئے بمبئی میں ہوئی (۶۱)۔

فتاویٰ امجدیہ کی اہم خصوصیات:

۱-اس مجموعہ میں طہارۃ ،صلوٰۃ ،صوم ،زکوٰۃ ،حج ،نکاح وطلاق وغیرہ شرکت ، حدود وتعزیر، احکام مساجد، بیوع ، اجارہ شفعہ،صید وذبائح ،اضحیہ وصایا،فرائض اورحظر واباحت سے متعلق مسائل کے بارے میں فتاویٰ موجود ہے۔

۲-عقائد ،سنت و بدعت اور کلامی مباحث کے بارے میں تفصیلی وتحقیقی فتاویٰ موجود نہیں ہیں ۔

۳-بعض فتاویٰ مکرر ہیں مثلاً:اقامت کے وقت مقتدی کب کھڑے ہوں ،اس مسئلہ کے بارے میں دیا گیا فتویٰ پانچ جگہ پر ہے(۶۲) ۔غیر مقلدین کے پیچھے نماز پڑھنے کے بارے میں دیا گیا فتویٰ پانچ دفعہ مکرر ہے(۶۳) ۔

غیر مقلدین اور دیوبندیوں کے بارے میں دیئے گئے تکفیری فتاویٰ میں بہت تکرار ہے(۶۴)۔ جمعہ کا خطبہ غیر عربی میں پڑھنے کے بارے میں دیا گیا فتویٰ پانچ دفعہ مکرر ہے (۶۵)۔ کافر حربی کا مال عقد فاسد سے لینے کے جواز (۶۶)، اور ہندوستان کے دارالحرب اور دارالاسلام (۶۷) کے بارے میں فتاویٰ مکرر ہیں۔

۵- اکثر فتاویٰ مختصر ہیں دلائل کے بغیر صرف صورت مسئلہ کی وضاحت کی گئی ہے۔ بعض فتاویٰ میں دلائل اور حوالہ جات کا بھی اہتمام کرتے ہیں عموماً ایک یا دو دلائل دینے پر اکتفا کرتے ہیں، جبکہ بہت سے فتاویٰ میں دلائل اور حوالہ جات ذکرنہیں کئے گئے۔

۶- پہلی جلد طہارت، نماز، صوم اور زکوٰۃ کے ابواب پر مشتمل ہے اس جلد میں شامل بعض فتاویٰ کے عنوانات کچھ اس طرح ہیں: سوتی و اونی موزے پر مسح کرنے کا حکم، ناپاک چربی سے بنے ہوئے صابن کا حکم، اذان میں انگوٹھے چومنا مستحب ہے، اذان کے وقت'' الصلوٰة و السلام عليك يا رسول الله'' پڑھنا جائز و مستحسن ہے، اذان و نماز کے لئے لاؤڈ اسپیکر کے استعمال کا حکم، چین والی گھڑی اور چشمہ لگا کر نماز پڑھنے کا حکم، رویت ہلال کے سلسلے میں ٹیلفون، تار اور ریڈیو کی خبر کا حکم۔

۷- دوسری جلد میں نکاح وطلاق، قسم و منت اور حدود و تعزیر وغیرہ مسائل کے بارے میں فتاویٰ ہیں اور تیسری جلد میں وقف، احکام مساجد، بیوع، رباء (سود) اجارہ، ذبائح، اُضحیہ وصایا سے متعلق فتاویٰ پر مشتمل ہے۔ اہم فتاویٰ: بینک اگر خالص کافروں کا ہو تو روپیہ جمع کر کے زائد رقم لینا سود نہیں، کافر حربی کا مال عقد فاسد کے ذریعہ سے لینا جائز ہے، نوٹ کو کم و بیش پر نقد و ادھار دونوں طرح بیچنا جائز ہے، افیون کی خرید وفروخت جائز ہے، بیمہ زندگی کا حکم، ہندوستانی بینکوں میں جو زائد رقم ملتی ہے وہ سود نہیں، پراویڈنٹ کا حکم، تعلیم پر اجرت جائز ہے، ایصال ثواب کیلئے قرآن مجید پڑھوانے پر اجرت ناجائز ہے۔

۸- چوتھی جلد'' الحضر والاباحت''، سیَر اور متفرق مسائل سے متعلق فتاویٰ پر مشتمل ہے۔ اہم فتاویٰ کے عنوانات: مسلمان خصوصاً عالم دین کی توہین کرنے والے کا حکم، انگریزی زبان سیکھنا سکھانا کیسا ہے؟، غیر مقلدوں سے میل جول حرام ہے، وہابیوں سے میل جول رکھنے والے سے میلاد پڑھوانا جائز نہیں، دیوبندیوں کی کتابوں کا پڑھنا کیسا ہے؟، اہل سنت اور دیوبندی مکتب فکر کے درمیان اصل اختلاف کی بنیاد کیا؟، الکحل و اسپرٹ ملی ہوئی دوا کا استعمال کیسا ہے؟، مانع حمل ادویات کا استعمال کیسا ہے؟، غیر اللہ سے استمداد جائز ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم کا سایہ نہ تھا۔

۹- تفصیلی فتاویٰ کے عنوان یہ ہیں (۶۸): اقامت کے وقت قیام کب کیا جائے؟، قنوت نازلہ کا مسئلہ، گیارہویں کے

ثبوت پر تفصیلی بحث، اذان کے وقت الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ۔

## 5-فتاویٰ مظہری: (مفتی محمد مظہر اللہؒ، م:1966ء)

فتاویٰ کا یہ مجموعہ دوجلدوں، چارسوستانوے (۴۹۷) صفحات اور تین سو ایک فتاویٰ پر مشتمل ہے۔ مدینہ پبلشنگ کمپنی بندر روڈ کراچی سے شائع ہوا، سن ندارد۔ اس مجموعہ کی جمع وترتیب کا کام پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد نے انجام دیا ہے۔

شاہ محمد مظہر اللہ بن محمد سعیدؒ کی پیدائش (۱۵، رجب، ۱۳۰۳ھ/۲۱، اپریل، ۱۸۸۶ء) دہلی میں ہوئی (۶۹) قرآن کریم حفظ کرنے کے بعد مختلف معاصر علماء سے علوم عقلیہ ونقلیہ حاصل کیے۔ فقہ، اصول فقہ، علم الفرائض، ان کے خصوصی موضوعات تھے اس کے علاوہ تفسیر، اصول تفسیر، عقائد وتصوف، منطق وفلسفہ وغیرہ پر بھی وسیع نظر تھی۔ آپ چودہ سال کی عمر میں سید صادق علی شاہ (م،۱۸۹۹ء) سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ میں بیعت ہوئے اور ان کی وفات کے بعد شاہ رکن الدین کے ہاتھ پر بیعت کی جنہوں نے ان کی روحانی تربیت کی اور تمام سلاسل میں اجازت دے کر خلافت دی (۷۰)۔

مسجد جامع فتح پوری کی امامت وخطابت کا سلسلہ شاہان مغلیہ کے زمانے سے ان کے خاندان میں چلا آرہا تھا، اس مسجد کی امامت وخطابت کے منصب پر آپ کا تقرر ہوا۔ مفتی صاحب تقریباً ستر سال تک مسلسل اسی مسجد میں وعظ وارشاد اور افتاء کی خدمات دیتے رہے (۷۱) آپ کی وفات ۱۴، شعبان، ۱۳۸۶ھ/۲۸، نومبر، ۱۹۶۶ء کو دہلی میں ہوئی (۷۲)

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد لکھتے ہیں: ''حضرت علیہ الرحمۃ کے فتاویٰ دہلی اور بیرون دہلی کی عدالتوں میں بھی تسلیم کئے جاتے تھے ... تقسیم ہند سے قبل مختلف سیاسی تحریکوں کی طرف سے بہت سے فتوے لئے گئے خصوصاً مسلم لیگ کی جانب سے۔ کراچی یونیورسٹی کی لائبریری کے ساتھ ایک شعبہ مسلم لیگ قائم کیا گیا ہے جس میں اس تحریک سے متعلق جملہ لٹریچر جمع کیا گیا ہے جس میں فتاویٰ کا ایک عظیم ذخیرہ ہے'' (۷۳)۔

چند اہم خصوصیات:

۱- اس مجموعہ میں عقائد، عبادات، معاملات ''بین الزوجین'' معاملات بین المسلمین، اوقاف، سیاسیات، آداب، مروّجہ رسوم اور چند متفرق مسائل کے بارے میں فتاویٰ ہیں۔

۲- اکثر فتاویٰ مختصر مگر مدلل ہیں دلائل اور حوالہ جات کا اہتمام تقریباً ہر فتویٰ میں کیا گیا ہے۔ فتاویٰ کی زبان آسان اور عام فہم ہے طرز استدلال بھی آسان ہے۔ ان کے فتاویٰ میں تحقیق وتفتیش، تدبر، دقت نظر اور احتیاط کا وصف نمایاں ہے۔

۳ - اس مجموعہ میں شامل فتاویٰ کی منفرد اور امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ مفتی محمد مظہر اللہ اختلافی مسائل کے بارے میں فتویٰ دیتے وقت اپنا موقف واضح کرنے کے بعد فریق مخالف کے بارے میں حسن ظن کا اظہار کرتے ہیں۔

۴ - اور اگر سائل نے کوئی ایسی بات دریافت کی جس سے کسی فریق کی تحقیر و تذلیل محسوس ہوئی تو اس کی اصلاح کردیتے ہیں (۷۴)۔ایک سائل نے پوچھا کہ ایک آدمی کہتا ہے کہ جی چاہتا ہے کہ بہشتی زیور جو کہ مولوی اشرف علی کی کتاب ہے اس پر کھڑا ہوکر پیشاب کروں۔ مفتی صاحب نے فتویٰ دیا کہ بہشتی زیور کے متعلق ایسے ناپاک لفظ کا استعمال کرنا نہایت درجہ اس کی توہین ہے قائل پر توبہ واجب ہے (۷۵) مزید مثالیں بھی ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔(۷۶)۔

۵ - جدید مسائل کے بارے میں مفصل و مدلل فتاویٰ بھی ہیں جن میں مفتی صاحب نے محققانہ انداز میں بحث کر کے اپنے مؤقف کو صحیح ثابت کرنے کی کوشش کی اُن میں سے چند ایک یہ ہیں(۷۷): جناب محمود احمد عباسی کی کتاب ''خلافتِ معاویہ اور یزید'' کے بارے میں پندرہ صفحات پر مشتمل تردیدی فتویٰ، آداب ازواج مطہرات کے بارے میں بیس صفحات پر مشتمل فتویٰ، بزرگوں کے مزارات اور قبروں پر قبے بنانے کے جواز کے بارے میں اکیس صفحات پر محیط تفصیلی فتویٰ۔

۶ - بعض اہم فتاویٰ کے عنوانات کچھ اسطرح ہیں: اذان جمعہ کا مقام، فاسق اور غیر مقلد امام کا حکم، حرف ''ضاد'' کو ''ظاء'' پڑھنے والے امام کا حکم، فاتحہ خلف الامام، لاؤڈ اسپیکر پر نماز پڑھانے والے امام کی اقتداء کا حکم، دیہات میں جمعہ وعیدین کی نمازوں کا حکم، ریڈیو وغیرہ آلات جدیدہ سے رویت ہلال کے اعلان کا حکم، سنی عورت کا شیعہ مرد سے نکاح کا حکم، مفقود الخبر خاوند کی بیوی کے نکاح ثانی کا حکم، پاکستان ہجرت کر جانے والے خاوند کی ہندوستانی بیوی کا حکم، بانڈز وغیرہ کا حکم، پراویڈنٹ فنڈ کا حکم، کمیشن اور ادھار پر سود دینے کا حکم، بینک وغیرہ کے سود کا حکم، دوکان کے لئے بیمہ کا حکم، جمیعت علماء ہند کے متعلق حکم، ہنود کے ساتھ سیاسی اشتراک، کھدر پہننا ''قانون نمک'' کا حکم، مرحومین علماء دیوبند کا حکم، اذان کے وقت انگوٹھے چومنا، بزرگوں سے جھک کر ملنا، زیارت قبور، عرس وسماع کا حکم اور تصور شیخ کا حکم۔

## 6-فتاویٰ نعیمیہ: (احمد یار خانؒ ،م:1971ء)

فتاویٰ کا یہ مجموعہ ایک جلد ایک سو چھپن (۱۵۶) صفحات اور ننانوے (۹۹) فتاویٰ پر مشتمل ہے۔ ادارہ کتب اسلامیہ گجرات سے شائع کیا گیا سن طباعت ندارد۔

مفتی احمد یار خانؒ بن محمد یار خان یوسف زئی کی پیدائش (شوال، ۱۳۲۴ھ/نومبر، ۱۹۰۶ء) اوجھانی

(بدایون) میں ہوئی (۷۸) ابتدائی کتابیں اپنے والد اور ''مدرسہ شمس العلوم'' بدایون میں پڑھیں ، اس کے بعد ''جامعہ نعیمیہ'' میں داخل ہوگئے اور بقیہ کتب اور درس نظامی کی تکمیل اسی مدرسہ سے کی ۔ فراغت کے بعد پہلے جامعہ نعیمیہ پھر دھوراجی کاٹھیاواڑ کے مدرسہ سکینیہ میں نو سال تک درس وتدریس اور افتاء کے شعبہ سے وابستہ رہے، اس کے بعد ''مدرسہ خانقاہ کچھوچہ شریف'' میں بطور صدر مفتی ان کا تقرر ہوا۔ تقسیم ہند کے وقت ہجرت کر کے پاکستان آگئے اور گجرات میں سکونت اختیار کر لی ۔ اور گجرات میں ''انجمن خدّام الصوفیہ'' کے دارالعلوم میں درس وتدریس اور افتاء کی خدمات انجام دینا شروع کیں اور تادمِ زیست اسی مدرسہ سے وابستہ رہے ۔ آپ وفات (۳، رمضان، ۱۳۹۱ھ/۲۳، اکتوبر، ۱۹۷۱ء) گجرات میں ہوئی (۷۹)۔

چند اہم خصوصیات:

۱- اس مجموعہ میں متفرق مسائل کے بارے میں دیے گئے فتاویٰ کو بغیر ترتیب وتبویب اور عنوانات کے جمع کیا گیا ہے۔

۲- اکثر فتاویٰ میں دلائل اور حوالہ جات کا اہتمام کیا گیا ہے۔

۳- قرآن کریم، احادیث کی بنیادی کتب کے علاوہ مرقاۃ المفاتیح ، بحر الرائق ، ہدایہ، فتاویٰ تاتار خانیہ، ردالمحتار، درمختار اور فتاویٰ عالمگیری سے دلائل دیتے ہیں۔

۴- حوالہ دیتے وقت قرآن کریم کی آیت اور حدیث کا اصل متن نقل کرتے ہیں اسی طرح دیگر کتب سے بھی عربی عبارات کے اقتباسات نقل کرتے ہیں۔

۵- اس مجموعہ میں شامل چند اہم فتاویٰ: ایک عیسائی پادری نے ۲۶، محرم، ۱۳۵۹ھ/۱۶، مارچ، ۱۹۴۰ء کو اخبار الفضل میں ایک مضمون شائع کرایا تھا جس میں دعویٰ کیا گیا تھا کہ قرآن کریم سے ثابت ہوتا ہے کہ مسیح علیہ السلام افضل الرّسل ہیں اور اس کا جواب کوئی مسلمان عالم نہیں دے سکتا! مفتی صاحب نے سات صفحات پر مشتمل فتویٰ دیا قرآن کریم کی آٹھ آیات نقل کر کے پادری کے دعویٰ کا مدلل رد پیش کیا اور پادری کے دعویٰ کو لغو اور بے بنیاد قرار دیا (۸۰)۔

مفتی صاحب نے ابلیس کی بیوی اور اولاد کے بارے جو منفرد فتویٰ دیا اس میں پیش کیے گئے دلائل کا حوالہ کسی مستند کتاب سے پیش نہیں کیا (۸۱) ۔ قرآن کریم کو ہندی رسم الخط میں لکھنے کی ممانعت کا فتویٰ ۔ تقلید شخصی ، بیس رکعات تراویح کا ثبوت، خاتم النبین کے معنی ،قرأت خلف الامام، فاتحہ خوانی ، چہلم، برسی ، گیارھویں، نذر ونیاز، عرس ، قیام میلاد اور استمداد از اہل اللہ وغیرہ کے بارے میں فتاویٰ دیکھے جاسکتے ہیں۔

## 7- فتاوی مجددیہ: (محمد عبداللہ نعیمیؒ، م:1982ء)

فتاویٰ کا یہ مجموعہ، ایک جلد پانچ سو بیس (۵۲۰) صفحات اور دو سو (۲۰۰) فتاویٰ پر مشتمل ہے۔ مفتی اعظم سندھ اکیڈمی دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ، کراچی سے ۱۹۹۱ء میں شائع کیا گیا۔ اس مجموعہ کی ترتیب وتبویب اور حواشی کا کام صاحبزادہ محمد جان نعیمی نے انجام دیا جبکہ نظر ثانی کے فرائض مفتی احمد جان نعیمی نے انجام دیئے۔

مفتی محمد عبداللہ نعیمیؒ بن محمد رمضان ۱۳۴۴ھ/۱۹۲۵ء میں چاہ بار مکران، ایران میں پیداء ہوئے ۱۹۳۵ء میں اپنے والد کے ساتھ نقل مکانی کر کے ملیر، کراچی میں سکونت اختیار کر لی۔ مفتی صاحب نے مولانا حکیم اللہ بخش سندھیؒ، مولانا محمد بخش جہلمیؒ، مولانا محمد عثمان مکرانیؒ اور مفتی محمد عثمان مرادآبادیؒ سے علوم وفنون کی تعلیم حاصل کی اور ''دارالعلوم مخزن عربیہ'' کراچی سے ۱۹۶۰ء میں دورہ حدیث سے فارغ ہوئے (۸۲)۔

تحصیل علم کے بعد صاحبداد گوٹھ ملیر میں ''دارالعلوم مجددیہ نعیمہ'' کی بنیاد رکھی اور یہیں سے اپنی تدریسی زندگی کا آغاز کیا اور پوری زندگی اسی مدرسہ میں درس وتدریس اور افتاء کا کام کرتے رہے۔ سیہون شریف جاتے ہوئے کار کے حادثے میں (مؤرخہ ۱۰، شوال ۱۴۰۲ھ/۳۰، جولائی ۱۹۸۲ء) وفات پا گئے (۸۳)۔

چند اہم خصوصیات:

۱- اس مجموعہ میں عقائد، عبادات معاملات، اوقاف، آداب ومناقب اور حظر واباحت سے متعلق مسائل کے بارے میں فتاویٰ ملتے ہیں۔

۲- طہارۃ، صوم، جہاد، سنت وبدعت، تعلیم اور جدید مسائل اور علاقائی مسائل کے بارے میں کوئی قابل ذکر فتاویٰ نہیں ہیں۔

۳- فتاویٰ عربی، فارسی اور اردو تینوں زبانوں میں موجود ہیں۔

۴- تفصیلی فتاویٰ کے عنوان یہ ہیں: نورانیت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، رسالہ پیغام حق دراحوال وعقائد وہابیاں ملحداں ورتردید آنہا، اذان سے قبل صلوٰۃ وسلام کا حکم، جماعت کراتے وقت امام کا دعاء میں آیت انّ اللہ و ملٰئکتہٗ پڑھ کر درود پڑھنا، تعویذ گنڈا کا جواز، قبر پر اذان دینے کا حکم (۸۴)۔

۵- فتاویٰ میں علمی ذوق اور فقیہانہ بصیرت کا وصف نمایاں نظر آتا ہے استفتاء کے جواب میں تفصیلی فتویٰ تحریر کرتے ہیں۔ تمام فتاویٰ مدلل ومفصل ہیں اور مکمل حوالہ جات کا اہتمام کیا گیا ہے حوالہ دیتے وقت قرآن کریم کی آیات اوراحادیث وغیرہ کا عربی متن نقل کرتے ہیں۔ مثلاً حکومت کا بینکوں سے جمع شدہ رقم سے زکوٰۃ وصول کرنے کے بارے میں مفتی صاحب نے فتویٰ دیا بینکوں میں جمع شدہ رقم اموال باطنہ کے زمرے میں آتی ہے جس سے حکومت کو

زکوٰۃ وصول کرتے کا حق حاصل نہیں، اپنے فتویٰ کی تائید میں بائیس (۲۲) دلائل پیش کئے (۸۵)۔قبر پر آذان کے جواز کا فتویٰ دیتے وقت چھیالیس(۴۶) حوالے نقل کئے (۸۶)۔مروجہ صلوٰۃ وسلام کے جواز کے بارے میں جوفتویٰ دیا اس میں پینتالیس حوالے نقل کئے (۸۷)۔

۶-فتویٰ دیتے وقت شروع میں چند دلائل نقل کرتے ہیں اس کے بعد ان دلائل سے حاصل شدہ نتیجہ لکھتے ہیں پھر مزید دلائل دیتے ہیں اور آخر میں ان تمام دلائل سے حاصل شدہ نتیجہ کا خلاصہ تحریر کردیتے ہیں۔

۷-اپنے موقف کو آسان زبان میں وضاحت سے بیان کرتے ہیں جس سے ایک عام قاری بھی بآسانی استفادہ کر سکتا ہے۔

۸-حوالہ جات میں بنیادی مصادر سے مراجعت کرتے ہیں اس مجموعہ کے آخر میں مآخذ ومراجع کے عنوان کے تحت دو سوستتر (۲۷۷) کُتب کی فہرست موجود ہے جن کے حوالے جابجا دیکھے جاسکتے ہیں۔

۹-بعض فتاویٰ کے عنوانات کچھ اس طرح ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عالِم ماکان و مایکُون ہیں، نورانیت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، گھڑی میں ریشم، چاندی، لوہا، پیتل، تانبہ، اسٹیل کی چین استعمال کر کے امامت کرانا، مٹھی بھر داڑھی سے قصداً کترانے والا فاسق ہے اور امامت مکروہ تحریمی ہے، دیوبندی وہابی کی امامت ناجائز ہے (۸۸)۔گاؤں میں نماز جمعہ پڑھنے کا حکم، بینک کا زکوٰۃ وصول کرنا، تفصیل نکاح زن سُنیہ با شیعہ، ایک ہی مجلس میں تین طلاق کا حکم، اہل تشیع کی تین قسمیں، وفات کے بعد روحیں گھروں پر آتی ہیں، نفس ٹی وی گھر میں رکھنا مباح ہے اور اس سے مذہبی پروگرام دیکھنا جائز ہے، اولیاء کرام کے مزارات پر جانوروں کا ذبح کرنا جائز ہے اور بدعقیدہ کے پیچھے نماز کا حکم (۸۹)۔

## 8-فتاویٰ نوریہ: (ابوالخیر محمد نور اللہؒ م: 1983ء)

فتاویٰ کا یہ مجموعہ چھ جلدوں، دوہزار نوسواسی (۲۹۸۰) صفحات اور نوسو چالیس (۹۴۰) فتاویٰ پر مشتمل ہے دارالعلوم حنفیہ بصیر پور، ضلع اوکاڑہ سے ۱۹۹۱ء میں شائع کیا گیا۔اس مجموعہ کی جمع و ترتیب کا کام ابوالفضل محمد نصر اللہ نوری اور محمد محبّ اللہ نے انجام دیا۔

مفتی ابوالخیر محمد نور اللہ بن ابوالنور محمد صدیقؒ کی ولادت ۱۶ رجب ۱۳۳۲ھ/۱۰، جون ۱۹۱۴ء میں تحصیل دیپال پور کے گاؤں ''سوجیکی'' میں ہوئی (۹۰)۔ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کرنے کے بعد مختلف مدارس سے علوم عقلیہ ونقلیہ کی تکمیل کی اس کے بعد درس حدیث کے لئے ''دارالعلوم حزب الاحناف'' لاہور میں داخلہ لیا اور شعبان ۱۳۵۲ھ/نومبر ۱۹۳۳ء میں دورہ حدیث مکمل کر کے سند فراغت حاصل کی (۹۱)۔تحصیل علم کے بعد مختلف

مدارس میں تدریسی خدمات انجام دینے کے بعد ۱۳۵۷ھ/ ۱۹۳۸ء تحصیل دیپال پور کے ایک قصبے فرید پور میں ''دارالعلوم حنفیہ فریدیہ'' کے نام سے ایک دینی ادارہ کی داغ بیل ڈالی اور زندگی بھر اسی دارالعلوم میں تفسیر، حدیث، اور مختلف فنون کی تدریس کے ساتھ ساتھ افتاء کی خدمات انجام دیتے رہے جو کہ پچاس سال کے طویل عرصے پر محیط ہیں (۹۲)۔ آپ کی وفات یکم رجب ۱۴۰۳ھ/ ۱۵، اپریل ۱۹۸۳ء کو بصیر پور میں ہوئی اور'' دارالعلوم حنفیہ فریدیہ'' کے قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا (۹۳)۔

چند اہم خصوصیات:

۱- فتاویٰ کا یہ ایک مکمل مجموعہ ہے اس میں زندگی کے تقریباً ہر شعبہ (عقائد، عبادات اور معلات) سے متعلق مفصل و مدلل فتاویٰ موجود ہیں۔

۲- فتاویٰ سہل اردو میں ہیں جس سے عام قاری بھی بآسانی استفادہ کر سکتا ہے اور طریق استدلال محققانہ اور انتہائی آسان ہے۔

۳- ان کے فتاویٰ میں تحقیق و تفتیش، تدبر، دقت نظر، فقاہت، اعتدال اور احتیاط کا وصف نمایاں محسوس ہوتا ہے۔

۴- اکثر فتاویٰ مفصل اور مدلل ہیں اور مکمل حوالہ جات کا اہتمام کیا گیا ہے۔

۵- اصل اور قدیم عربی مآخذ سے استفادہ کرتے ہوئے فتاویٰ دیئے گئے ہیں اکثر فتاویٰ میں ایک سے زائد دلائل نقل کرتے ہے۔

۶- ہر جلد کے آخر میں'' مآخذ ومراجع فتاویٰ نوریہ'' کے عنوان سے سینکڑوں کُتب کی فہرست موجود ہے جن سے فتاویٰ دیتے وقت مدد لی گئی ہے۔

۷- تمام فتاویٰ مدلل ہیں، ان میں طوالت اور غیر متعلقہ عبارات موجود نہیں۔

۸- اس مجموعہ میں شامل فتاویٰ کی منفرد اور امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ مفتی ابو الخیر محمد نور اللہ مختلف فیہ مسائل کے بارے میں فتویٰ دیتے وقت اپنے مؤقف کی وضاحت کے ساتھ ساتھ فریق مخالف کے علماء ومفتیوں کے بارے میں حسن ظن کا اظہار اور انہیں اچھے کلمات سے یاد کرتے ہیں۔ اگر سائل نے استفتاء میں دوسرے مکتب فکر کے علماء و مفتیوں کے بارے میں نازیبا الفاظ استعمال کئے تو ایسی صورت میں بھی مفتی صاحب صرف صورت مسئلہ کو بیان کرتے ہیں اور دوسرے علماء کے بارے میں ناقدانہ تبصرہ سے اجتناب کرتے ہیں۔

☆ کوے کی حلت وحرمت کے بارے میں دیوبندی اور بریلوی مکاتب فکر کے مفتیوں کے فتاویٰ اختلاف ہے۔ چنانچہ اس اختلافی مسئلہ کے بارے میں فتویٰ دیتے ہوئے لکھتے ہیں:'' چنانچہ دیوبندیوں میں سے جو محتاط ہیں وہ عدم

جواز کے قائل ہیں، چنانچہ ان کے مشہور استاذِ کبیر مولوی ابوسعید غلام مصطفیٰ سندھی قاسمی اپنے حاشیۂ قدوری میں لکھتے ہیں اور انکے نہایت ہی بلند پایہ مسلم محقق مولوی محمد انور شاہ کشمیری دیوبندی، فیض الباری شرح صحیح بخاری کے ۳:۱۳۳ میں فاسق جانورں کے بیان میں کہتے ہیں وھوعندی قید اتفاقی فان الغراب من الموذیات شرعاً کیف کان (۹۴)۔اسی طرح سایۂ رسول کے بارے میں فتویٰ دیتے ہوئے لکھتے ہیں:''مدرسہ دیوبند کے بڑے خصوصی مفتی اعظم مولوی عزیزالرحمٰن جو مستقل دارالافتاء دیوبند کے اولین مفتی ہیں ان کا فتویٰ، فتاویٰ دیوبند عزیز الفتاویٰ ج ۸ص۲۰۲ میں بایں الفاظ ہے'' (۹۵)۔

۹- پہلی جلد کتاب الطہارۃ اور کتاب الصلوٰۃ کے عنوانات پر مشتمل ہے اس میں شامل فتاویٰ کے عنوانات کچھ اس طرح ہیں: ریل گاڑی اور ہوائی جہاز میں نماز کا حکم ہے، اصلی سایہ معلوم کرنے کا طریقہ، لاؤڈ اسپیکر سامنے رکھ کر نماز پڑھانے کے جواز میں محققانہ رسالہ ''مکبر الصوت''، حنفی مذہب میں نہ چھوٹے گاوں میں نماز جمعہ ہے اور نہ بڑے میں، جمعہ کا خطبہ عربی زبان میں ہونا سنتِ متواترہ ہے اس کا خلاف برا ہے، عینک، چھڑی، مایۂ لگی ہوئی دستار اور اچکن وغیرہ استعمال کرنا جائز ہے، جواز استعانت واستمداد بالمخلوق کا ثبوت، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا آگے دیکھتے تھے ویسا ہی پیچھے دیکھتے تھے۔

دوسری جلد زکوٰۃ وعشر، صوم، حج اور نکاح وطلاق کے مسائل پر مشتمل ہے اور تیسری جلد میں نصف سے زیادہ طلاق ہی کے مسائل ہیں جبکہ اس کے علاوہ حظر واباحت سے متعلق فتاویٰ ہیں جن میں سے بعض فتاویٰ کے عنوانات کچھ یوں ہیں: طوطا ائمہ ثلاثہ کے نزدیک حلال ہے، رسالہ حرمت زاغ (کوّا حرام ہے)، عورتوں کے لئے کتابت کی تعلیم کے جواز پر تحقیقی رسالہ، ضرورت کے وقت خون کا استعمال جائز ہے، گیارھویں شریف، بیسواں، چالیسواں سے سب صدقات نافلہ اور مستحب ہیں، کسی عام آدمی کے نام میں لفظ محمد پر'' ؐ '' کی علامت ناجائز ہے غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ حضور کے نائب مطلق ہیں، جناب غوث اعظم قدس سرہ کا قدم تمام ولیوں کی گردن پر ہے۔

چوتھی جلد سرقہ، دیہ وقصاص، بیوع، ربوا دعویٰ وصایا اور فرائض کے مسائل پر مشتمل ہے پانچویں اور چھٹی جلد میں شامل بعض فتاویٰ کے عنوانات کچھ اس طرح ہیں: نورانیت مصطفیٰ، رسالہ سایہ رسول، حدیث پاک اوّلُ مَاخَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِی کی تحقیق، اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب مکرم کو علم غیب عطا فرمایا اور عالم مَا کَانَ مَا یَکُوْن بنایا، آپ حاضر وناظر اور امت کے احوال پر مطلع اور گواہ ہیں، حضور علیہ وسلم کے فضلات طاہر ہیں۔ان کے علاوہ قرآن کریم، ملائکہ، حساب وکتاب، موت وحیات، قیامت حشر ونشر، مسائل ارواح، خلفائے راشدین، ائمہ اہل بیت کرام، اور

اولیائے کرام، شریعت وطریقت، کتاب التفسیر، کتاب السنۃ والحدیث، اور فوائد متفرقہ وغیرہ عنوانات قائم کر کے ان سے متعلق فتاویٰ موجود ہیں۔

## 9-فتاویٰ برکات العلوم: (محمود احمد رضویؒ م:1999ء)

فتاویٰ کا یہ مجموعہ ایک جلد، چھیانوے (۹۶) صفحات اور ایک سو بیانوے (۱۹۲) فتاوی پر مشتمل ہے شعبہ تبلیغ مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف، لاہور سے ۱۴۰۸ھ/۱۹۸۵ء میں شائع کیا گیا۔

علامہ سید محمود احمد بن علامہ ابوالبرکات سید احمد قادریؒ کی پیدائش ۱۳۴۳ھ/ ۱۹۲۵ء کو لاہور میں ہوئی، ابتدائی تعلیم اپنے دادا سے حاصل کی اور بقیہ تمام علوم وفنون کی تعلیم ''دارالعلوم حزب الاحناف'' لاہور سے حاصل کی ۱۹۴۷ء میں درس نظامی کی تکمیل کر کے سند فراغت حاصل کی۔آپ نے جون ۱۹۴۷ء کو ہفت روزہ جریدہ ''رضوان'' لاہور سے جاری کیا تھا، پھر پندرہ روزہ ہوا بعد ازاں ماہنامہ کی صورت میں شائع ہونا شروع ہوا۔تحصیل علوم کے بعد اپنی تدریسی زندگی کا آغاز دارالعلوم حزب الاحناف سے کیا اور تا حال اسی دارالعلوم میں درس وتدریس اور افتاء کی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

آپ ''سپریم کونسل مرکزی جمعیت العلماء پاکستان'' کے چیئرمین کے علاوہ سات سال ۱۹۸۴ء تک'' مرکزی رویت ہلال کمیٹی'' کے بلا مقابلہ چیئرمین بھی رہے ہیں۔ ۱۹۸۱ء - اپریل ۱۹۸۴ء'' اسلامی نظریاتی کونسل'' کے ممبر بھی رہ چکے ہیں آپ دینی، علمی اور ملی خدمات کی بنا پر حکومت پاکستان نے ان کو'' ستارہ امتیاز'' دیا۔علامہ سید محمود احمد رضویؒ کی وفات ۴/رجب ۱۴۲۰ھ/۱۴/اکتوبر ۱۹۹۹ء کو لاہور میں ہوئی (۹۶)۔

چند اہم خصوصیات:

۱-اس مجموعہ میں عقائد، عبادات اور معاملات سے متعلق مسائل کے بارے میں فتاویٰ موجود ہیں۔

۲- کتاب کے سرورق پر یہ عبارت موجود ہے'' دین ومذہب اور مسلکِ اہل سنت و جماعت سے متعلق نہایت ضروری اور اہم سوالات کا قرآن سنت و فقہ حنفی کی روشنی میں جوابات کا مجموعہ جس کے مطالعہ سے یقیناً آپ کے ذخیرہ علم میں مفید اضافہ ہوگا''۔

۳-اس مجموعہ میں سوالات کو حذف کر کے صرف جوابات کو شامل کیا گیا ہے اور سوالات کو شامل نہ کرنے کی وضاحت ان الفاظ میں کی گئی ہے'' جوابات سے چونکہ سوالات کی نوعیت سمجھ آجاتی ہے اس لئے بغرض اختصار سوال کی عبارت حذف کردی گئی ہے'' (۹۷)۔

۴- فتاویٰ بہت مختصر ہیں اکثر فتاویٰ میں دلائل ذکر کئے بغیر صرف نفس مسئلہ کی وضاحت کی گئی ہے۔

۵- دلائل کم ذکر کرتے ہیں اور حوالہ جات میں صرف کتاب کا نام لکھنے پر اکتفاء کیا گیا ہے۔

۶- دلائل قرآن کریم ،احادیث کے بنیادی مصادر کے علاوہ ،عینی شرح بخاری ، کنز العمال، فتاویٰ عالمگیری ، دُرّ المختار، ردالمختار، فتاویٰ رضویہ، بہار شریعت اور غنیۃ الطالبین سے نقل کیے گئے ہیں۔

۷-بعض فتاویٰ کے عنوانات کچھ اس طرح ہیں :مسلمان عورت کا نکاح احمدی مرد سے باطل ہے، کافر کو کافر کہنا اور مسلمان کو مسلمان کہنا ضروری ہے ، ایک مجلس میں دی گئیں تین طلاقیں تین ہی شمار ہونگی ، ناخن بڑھانا مکروہ ہے اور اگر ناخن کے خلا میں پانی نہ پہنچا تو غسل نہ ہوگا، ساڑھی اور اس طرح کا لباس جس سے بازو اور کمر کھلے ہوئے ہوں پہن کر نماز پڑھنے سے نماز نہیں ہوگی ، گاؤں میں جمعہ اور عیدین کی نماز جائز نہیں ،حضرت مجنوں اولیاء اللہ تھے عشق لیلیٰ کو پردہ بنا رکھا تھا،مور، طوطا، مینا، ہرن ، بلی ، شیر ، نیولہ وغیرہ جانور پالنا جائز ہے، جانوروں کی حلت وحرمت سے متعلق ضابطہ اور نماز جنازہ کے بعد دعاء کرنا جائز ہے۔

## 10- وقار الفتاویٰ :(وقار الدینؒ،م:1993ء)

فتاویٰ کا یہ مجموعہ دو جلدوں ،نو سو بہتر (۹۷۲)صفحات اور نو سو انتیس (۹۲۹) فتاویٰ پر مشتمل ہے بزم وقار الدین گلستان مصطفیٰ کراچی سے ۱۹۹۷ء شائع ہوا۔ اس مجموعہ کی جمع و ترتیب کا کام مولانا محمد شعیب قادری رضوی نے انجام دیا ہے۔

مفتی وقار الدینؒ بن حمید الدینؒ کی پیدائش ۱۴،صفر ۱۳۳۳ھ /یکم جنوری ۱۹۱۵ء کو پیلی بھیت ، انڈیا میں ہوئی (۹۸) ۔ ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں میں حاصل کرنے کے بعد ''مدرسہ آستانہ شیریہ''، ''منظر الاسلام'' بریلی اور'' مدرسہ سعیدیہ'' علی گڑھ میں علوم فنون کی تکمیل کی اور دورہ حدیث کی تکمیل ''مدرسہ سعیدیہ'' سے ۱۳۵۷ھ/۱۹۳۸ء میں کر کے سند فراغت حاصل کی (۹۹)۔تحصیل علم کے بعد مدرسہ ''منظر الاسلام'' بریلی میں بحیثیت مدرس و ناظم مدرسہ اپنی تدریسی وعملی زندگی کا آغاز کیا (۱۰۰) تقسیم ہند کے بعد ۱۹۴۸ء میں ہجرت کر کے بنگال چلے گئے اور وہاں ۱۹۷۱ء تک مختلف مدارس میں درس و تدریس اور افتاء کی خدمات انجام دیتے رہے (۱۰۱)۔ مارچ ۱۹۷۱ء کو بنگلہ دیش سے ہجرت کر کے کراچی آگئے اور دارالعلوم امجدیہ سے وابستہ ہوگئے جہاں بحیثیت مدرس ،مفتی اور ناظم تعلیمات کے خدمات انجام دینا شروع کیں اور یہ سلسلہ آخر حیات تک جاری رہا (۱۰۲)۔آپ کی وفات ۲۰، ربیع الاول ۱۴۱۳ھ/۱۹، ستمبر ۱۹۹۳ء کو کراچی میں ہوئی اور دارالعلوم امجدیہ میں انکی تدفین ہوئی (۱۰۳)۔

چند اہم خصوصیات:

۱-اس مجموعہ میں توحید ،انبیاء کرام ، رسالت ،قوالی ، پیری مریدی ، حلال وحرام ، طہارۃ ،صلوٰۃ ،صوم ، حج ، زکوٰۃ اور

حظر اباحت سے متعلق مسائل کے بارے میں فتاویٰ موجود ہیں۔
۲-اکثر فتاویٰ بغیر دلائل وحوالہ جات کے انتہائی مختصر ہیں۔
۳-اختلافی مسائل کے بارے میں تحریر کیے گئے فتاویٰ تفصیلی اور مدلل ہیں۔
۴-حوالہ جات قرآن کریم، احادیث، ہدایہ، فتح القدیر، فتاویٰ بزازیہ، فتاویٰ قاضی خان، حصن حصین، فتاویٰ عالمگیری، درالمختار، ردالمختار اور نورالانوار کے سے نقل کیے گئے ہیں (۱۰۴)۔
۵-اس مجموعہ کی ایک منفرد اور امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ اس مجموعہ کو مرتب کرنے والوں نے ان فتاویٰ کی اشاعت کے اغراض ومقاصد کو خود بیان کر دیا ہے جس سے کئی سوالات کے جوابات خود بخود حل ہوجاتے ہیں چنانچہ پیش لفظ کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں: ''مسلمان قوم اس سائنسی ترقی کے ساتھ اپنے مذہب کے بارے میں بھی متفکر ہے اور اکثر نوجوان اس تلاش وجستجو میں ہیں کہ اس تفرقہ بازی کے دور میں کون صحیح ہے کون غلط ہے۔ مسلمانوں میں بہت سے گمراہ فرقے ہیں ...۔ لیکن عام مسلمانوں کو اہلسنت و جماعت، دیوبندیوں اور وہابیوں میں فرق کرنا مشکل ہورہا ہے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ اگر متلاشیان حق وقار الفتویٰ کی پہلی جلد کا بنظر غائر مطالعہ کریں گے تو انہیں اہلسنت وجماعت اور اہلسنت وحنفیت کے روپ میں قزاقوں کا فرق واضح طور پر معلوم ہوجائے گا'' (۱۰۵)۔
۶-بعض فتاویٰ مکرر ہیں: مثلاً درورد وسلام کے عنوان کے تحت صفحات ۱۱۸-۱۳۳ ایک ہی طرح کے مکرر فتاویٰ ہیں، داڑھی محافل میلاد اور ایصال ثواب کے عنوانات کے ضمن میں مکرر فتاویٰ بکثرت موجود ہیں، اسی طرح دیوبندی، تبلیغی اور مودودی کا حکم وغیرہ فتاویٰ جلد اول اور جلد ثانی میں دیکھے جاسکتے ہیں۔
۷ -بعض فتاویٰ کے عنوانات یہ ہیں: مسلمانوں کو کافر کہنا یا سمجھنا، افغانستان کا جہاد مفاد پرستوں کی جنگ ہے، اغثنی یا رسول اللہ کہنا اور اولیاء کو ''یا'' سے ندا کرنا جائز ہے، حضور نور بھی ہیں بشر بھی، انگوٹھے چومنا اور آنکھوں پر رکھنا جائز ہے، حضور علیہ السلام کے فضلات پاک ہیں، محافل میلاد، عرس، فاتحہ، تیجہ، دسواں، چہلم اور گیارہویں وغیرہ مباح امور ہیں، ماہ صفر کے آخری بدھ کا حکم؟ T V دیکھنے کا حکم؟ غیر مسلم ممالک میں کافروں کے بینکوں سے سود کے اور انشورنس کے نام پر ملنے والی رقم پر سود کا اطلاق نہیں ہوتا، پرائز بانڈ خریدنا اور ان پر انعام لینا جائز ہے شیئرز، پگڑی، بیمہ زندگی، خون کی خرید وفروخت کا حکم، اسمگلنگ ناجائز وحرام ہے، دیوبندیوں سے ہمارے اختلافات اصولی ہیں، اہل تشیع سے تعلقات رکھنے اور ان کی نماز جنازہ پڑھنے کا حکم، توحیدی فرقہ، آغا خانی، منکرین حدیث، دیندار انجمن، انجمن سرفروشان اسلام وغیرہ کا حکم، پروفیسر ڈاکٹر طاہر القادری کے عقائد ونظریات، لاؤڈ اسپیکر میں نماز پڑھانا رویت ہلال کیٹی کے اعلان کی شرعی حیثیت۔

## 11 -فتاویٰ فیض الرسول:(مفتی جلال الدین احمد)

فتاویٰ کا یہ مجموعہ دو جلدوں ، ایک ہزار پانچ سو چوالیس (۱۵۴۴) صفحات اور دو ہزار سات (۲۰۰۷) فتاویٰ پر مشتمل ہے۔شبیر برادرز اردو بازار لاہور سے۱۹۹۲ء میں شائع کیا گیا۔

مفتی جلال الدین احمد بن جان محمد کی پیدائش۱۹۳۳ء میں اوجھا گنج ضلع بستی، یو پی میں ہوئی (۱۰۶)۔ ابتدائی تعلیم مولوی محمد زکریا سے حاصل کی اس کے بعد بقیہ علوم وفنون مدرسہ ''شمس العلوم ناگپور'' میں پڑھے اور اسی مدرسہ سے ۱۹۵۲ء میں درس نظامی کی تکمیل کر کے سند فراغت حاصل کی۔تحصیل علم کے بعد''مدرسہ فیض العلوم'' (ٹاٹانگر) سے اپنی تدریسی زندگی کا آغاز کیا اس کے بعد''مدرسہ قادریہ بہاؤپور'' سے وابستہ ہوگئے کچھ وقت یہاں خدمات انجام دینے کے بعد۱۹۵۶ء سے''مدرسہ فیض الرسول'' میں بحیثیت مفتی و مدرس ان کا تقرر ہوا اور اسی مدرسہ میں درس وتدریس اور افتاء کی خدمات انجام دینا شروع کر دیں (۱۰۷)۔

چند اہم خصوصیات:

۱-اس مجموعہ میں عقائد،طہارۃ،صلوٰۃ ، زکوٰۃ ،صوم ، حج ، نکاح وطلاق ،رضاعت ، بیوع ،حظر واباحت اور رضاعت وغیرہ سے متعلق فتاویٰ موجود ہیں۔

۲-اکثر فتاویٰ مختصر اور مدلل ہیں۔

۳-قرآن کریم ،احادیث شریف کے علاوہ فتاویٰ عالمگیری ، فتاویٰ تاتار خانیہ ، فتاویٰ قاضی خان اور شامی ، فتاویٰ رضویہ اور بہار شریعت وغیرہ سے دلائل نقل کیے گئے ہیں۔

۴-بعض فتاویٰ میں کوئی معتبر حوالہ پیش نہیں کیا گیا ، دو مثالیں ملاحظہ ہوں :''حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم شبِ معراج میں حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دوش مبارک پر پائے انور رکھ کر براق پر تشریف فرما ہوئے ، اور عرش پر حضور کے تشریف لے جاتے وقت ایسا ہوا'' (۱۰۸) ۔''وہ چار بزرگ جو اپنی قبروں میں ویسے ہی تصرف کرتے ہیں جیسے اپنی زندگی میں یا کچھ زیادہ'' (۱۰۹)۔

۵-جلد اول کے صفحہ ۵۴۷-۷۳۰ اور جلد ثانی کی ابتدا سے ۳۳۲ تک نکاح و طلاق اور رضاعت سے متعلق فتاویٰ موجود ہیں ، جدید اور حالات حاضرہ سے متعلق مسائل کا ذکر بہت کم کیا گیا ہے۔

۶-مفتی جلال الدین کے علاوہ دیگر پچیس (۲۵) مفتیوں کے فتاویٰ بھی شامل کیے گئے ہیں جن کے نام اور ان کے فتاویٰ کی تعداد دونوں جلدوں کے صفحہ نمبر۵ پر موجود ہے۔

۷-اس مجموعہ میں شامل بعض فتاویٰ میں تضاد بھی نظر آتا ہے(۱۱۰) مثلاً ایک استفتاء

''ہندوستان کے کافر حربی ہیں یا ذمی یا مستامن ان کے اموال عقود فاسدہ کے ذریعہ حاصل کرنا جائز ہے یا نہیں؟''

کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

''ہندوستان کے کافر حربی ہیں۔اوران کے اموال عقود فاسدہ کے ذریعہ حاصل کرنا جائز ہے'' (۱۱۱)۔

یہ فتویٰ پر سترہ مرتبہ مکرر ہے (۲:۳۸۱-۴۰۶)۔اس کے بعد فتویٰ دیا

''کہ ہندوستان بحمد اللہ ہنوز درالاسلام ہے'' (۱۱۲) کے درمیان بظاہر کوئی موافقت نظر نہیں آتی۔

۸- بدمذہب، بدعقیدہ، گمراہ مصنفین کے عنوانات سے پاک وہند کے کئی مکاتب فکر اور عظیم شخصیات کی تکفیر کے بارے میں فتاویٰ دیے گئے ہیں (۱۱۳)۔ایک ہی طرح کا تکفیری فتویٰ اور ایک ہی جیسی عبارت یا ایک ہی طرح کے الفاظ و القابات (۱۱۴) ور بعض جگہ ایک ہی فتویٰ تین تین بار بار مکرر ہے (۱۱۵)۔مؤذن جمعہ کی اذان ثانی مؤذن کس جگہ کھڑا ہو کر دے اس مسئلہ کے بارے میں دیا گیا فتویٰ سولہ بار مکرر ہے (۱۱۶)،خاندانی منصوبہ بندی کے قائل امام کی امامت کے بارے میں ایک ہی فتویٰ چھ بار مکرر ہے (۱۱۷)،اگر کسی شخص سے بدکاری کا جرم سرزد ہو جائے تو وہ کیا کرے؟ ایک ہی فتویٰ آٹھ بار مکرر ہے (۱۱۸)۔

۹-بعض اہم فتاویٰ کے عنوانات یہ ہیں:،تقدیر کیا ہے اور اس میں کیا کیا لکھا ہے؟ ،حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی قربانی ہوئی یا حضرت اسحٰق علیہ السلام کی؟ ،غنیۃ الطالبین میں وہابیہ کا نام کیوں نہیں؟ محمد بن عبدالوہاب کو مصلح ماننے والا کیسا ہے؟ ،حضور نے باغ فدک حضرت فاطمہ کو نہیں دیا تھا،کیا چاند پر رہائش ممکن ہے؟ ،حضرت یوسف کا حضرت زلیخا سے نکاح ہوا دو بچے پیدا ہوئے تھے۔

دوسری جلد میں نکاح وطلاق وغیرہ کے علاوہ وقف، بیوع، ربا، اجارہ، رہن، ذبائح، اضحیہ، اور وراثت وغیرہ سے متعلق فتاویٰ ہیں، فتاویٰ کے عنوانات یہ ہیں: بیعانہ کی رقم ضبط کر لینا جائز نہیں ،اسمگلنگ ناجائز ہے، کافر حربی اور مسلمان کے درمیان سود نہیں ،وسیلہ بالاعمال فرض ہے، غیر اللہ سے استمداد جائز ہے، علماء ومشائخ کی دست بوسی کرنا جائز ہے اسے ناجائز وحرام کہنا جہالت ہے،قبر پر اذان دینا جائز ہے، ریڈیو اور اخبار کی خبروں پر نماز عید پڑھنا جائز ہیں، درود شریف کے بدلے ''ؐ'' یا صلعم لکھنا حرام ہے،ضبط تولید جائز ہے، ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کو جلوس نکالنا اور حضور سیدنا عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کا جشن منانا جائز ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سن کر انگوٹھا چومنا جائز اور مستحسن ہے، جن دواؤں میں الکحل کی آمیزش ہے ہوتی ہے ان دواؤں سے علاج کرانا جائز نہیں، ہڑتال کرنا یا ہڑتال کرنے پر دوسروں کو مجبور کرانا دونوں باتیں ناجائز ہیں۔

# حوالہ جات وحواشی

(۱) یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَادَعَاکُمْ لِمَا یُحْیِیْکُمْ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ یَحُوْلُ بَیْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِہٖ وَاَنَّہٗٓ اِلَیْہِ تُحْشَرُوْنَ الانفال :۲۴۔

(۲) اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًاالمآ ئدۃ : ۳۔

(۳) یُرِیْدُاللّٰہُ بِکُمُ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیْدُ بِکُمُ الْعُسْرَ۔ البقرۃ:۱۸۵۔

(۴) مَا یُرِیْدُاللّٰہُ لِیَجْعَلَ عَلَیْکُمْ مِّنْ حَرَجٍ۔ المآ ئدۃ:۶۔ وَمَا جَعَلَ عَلَیْکُمْ فِی الدِّیْنِ مِنْ حَرَجٍ۔ الحج :۷۸

(۵) اِلَیْکَ الذِّکْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَانُزِّلَ اِلَیْھِمْ وَلَعَلَّھُمْ یَتَفَکَّرُوْنَ۔ النحل:۴۴۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْھِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِھِمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیْھِمْ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ۔ آلِ عمران:۱۶۴،

(۶) کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُمُ الْاٰیٰتِ لَعَلَّکُمْ تَعْقِلُوْنَ۔ النور:۶۱ ۔

(۷) فقہ: فقہ کا لفظ لُغت میں کسی چیز کے جاننے، سمجھنے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ بعد فقہ کا اطلاق اُن احکام و قوانین پر ہونے لگا جن کوفقہاء نے قرآن سنت کے مقرر کردہ اصول اور مبادی احکام سے مستنبط کیا ہے۔ابنِ منظور، ابوالفضل جمال الدین محمد بن مکرم، الافریقی المصری، لسان العرب، ۱۵: ۴۵۰، (نشرالادب الحوزہ ، قم ، ۱۹۸۵ء)

ii- قرآن کریم میں بھی یہی مفہوم مرادلیا گیا ہے،وَجَعَلْنَا عَلٰی قُلُوْبِھِمْ اَکِنَّۃً اَنْ یَّفْقَھُوْہُ وَفِیْٓ اٰذَانِھِمْ وَقْرًا۔ الانعام :۲۵، اور ہم ان کے دلوں پر پردے ڈال دیے ہیں تا کہ وہ اس کو نہ سمجھ سکیں اور اُن کے کانوں میں بہرہ پن ڈال دیا ہے۔ اُنْظُرْ کَیْفَ نُصَرِّفُ الْاٰیٰتِ لَعَلَّھُمْ یَفْقَھُوْنَ۔ الانعام،۶۵، دیکھو! کس طرح ہم اُن کے سامنے بار بار نشانیاں پیش کرتے ہیں تا کہ وہ سمجھ جائیں۔ وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ وَلٰکِنْ لَّا تَفْقَھُوْنَ تَسْبِیْحَھُمْ۔ الاسرا:۴۴، اور ہر چیز اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہے اُس کی حمد وثناء کرکے، مگر تم اُن کی تسبیح کو نہیں سمجھ سکتے۔وَّجَعَلْنَا عَلٰی قُلُوْبِھِمْ اَکِنَّۃً اَنْ یَّفْقَھُوْہُ وَفِیْٓ اٰذَانِھِمْ وَقْرًا ۴۶ ، اور ہم اُن کے دلوں پر غلاف چڑھا دیتے ہیں تا کہ وہ اُسے سمجھ نہ سکیں اور ہم اُن کے کانوں میں بہرہ پن ڈال دیتے ہیں۔یَفْقَھُوْا قَوْلِیْ۔ طٰہٰ: ۲۸،تا کہ لوگ میری بات سمجھ سکیں۔

iii- حدیث شریف میں ہے'' مَنْ یُرِدِ اللّٰہُ بِہٖ خَیْرًایُفَقِّھُ فِی الدِّین '' اللہ جس سے خیر کا اردہ کرتا ہے اسکو دین کا فہم

عطا کر دیتا ہے، بخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری ۱:۱۶، (قدیمی کتب خانہ کراچی، ۱۹۶۱ء

(۸) اَلْیَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْكُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا المآئدۃ : ۳۔آج ہم نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور اپنی نعمتیں تم پر پوری کر دیں اور تمہارے لئے اسلام کو بطور دین پسند کیا

(۹) امینی محمد تقی، فقہ اسلامی کا تاریخی پسِ منظر، ص:۴۰، قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی، ۱۹۹۱ء؛ اصلاحی، صدر الدین، اختلافی مسائل میں اعتدال کی راہ، ص:۹، اسلامک پبلکیشنز، لاہور، ۱۹۸۹ء

(۱۰) ارتقاء: ارتقاء کے لغوی معنی ہیں بتدریج ترقی کرنا، اور ارتقاء کی اصطلاح کا اطلاق ایسی صورتحال پر ہوتا ہے جو ہر بعد کی حالت کی پہلی حالت سے مطلوب سمت میں مختلف ہو اور ہدف کے قریب تر کرنے والی ہو، اسی لئے اُسے مطلوب یا معمول کے مطابق تبدیلیوں کا سلسلہ کہا جاتا ہے۔ مولوی فیروز الدین، فیروز اللغات اردو ص۸۲، فیروز سنز، کراچی، سن ندارد۔

(۱۱) ابن قیم الجوزیۃ، ابوعبداللہ محمد بن أبی بکر بن ایوب، (م:751ھ) إعلام الموقعین عن ربّ العالمین، ۱: ۱۴-۱۵، مکتبۃ نزار مصطفیٰ الباز، مکۃ المکرّمۃ، ۱۹۹۶ء۔

(۱۲) ''فن'' فن کی مختصر تعریف یہ ہے: علم سے حاصل ہونے والی معلومات کو عملی شکل دینے کا نام فن ہے، دیکھئے: شیخ مبارک علی، معاشیات جدید، ص:۳۱، کفایت اکیڈمی شاہراہ لیاقت کراچی، ۱۹۸۶ء۔

(۱۳) وضاحت: مولانا احمد رضا خان بریلوی کو اعلیٰ حضرت کے لقب سے لکھا اور پکارا جاتا ہے اسی نسبت سے مقالہ میں بھی اعلیٰ حضرت کا لقب اختیار کیا گیا ہے۔ نوٹ: فتاویٰ افریقہ بھی اعلی حضرت کے فتاویٰ کا مجموعہ ہے جو ایک جلد، ایک سو چھیانوے (۱۹۶) صفحات اور ایک سو گیارہ فتاویٰ پر مشتمل ہے نذیر سنز پبلشرز اردو بازار لاہور سے ۱۹۹۵ء میں شائع کیا گیا۔

(۱۴) الحسینی، عبدالحی بن فخر الدین: (م: 1341ھ) نزہۃ الخواطر، ۸: ۴۹، طیب اکادمی، بیرون بوہر گیٹ، ملتان، 1993ء۔؛ بریلوی، احمد رضا بن نقی علی: (م:1921ء) العطایا النبویۃ فی الفتاویٰ الرضویۃ، ۶: ۵، دار العلوم امجدیہ، کراچی، ۱۹۹۱ء۔؛ شیخ محمد اکرام، موج کوثر ص: ۷۰، ادارہ ثقافتِ اسلامیہ، لاھور ۱۹۹۵ء۔؛ نوری، محمد مصطفےٰ رضا خان قادری برکاتی، ملفوظات، ص: ۱، حامد اینڈ کمپنی اردو بازار لاہور، سن ندارد؛ مظہری، محمد عبدالحکیم، رسائل رضویہ، ص: ۴، مکتبہ حامدیہ، گنج بخش روڈ لاہور، ۱۹۷۵ء۔

(۱۵) فتاویٰ رضویہ ۶: ۵۔

(۱۶) الحسینی، عبدالحی بن فخر الدین: نزہۃ الخواطر، ۸: ۵۰۔

(۱۷) فتاویٰ رضویہ ۶: ۷۔

(۱۸) فتاویٰ رضویہ ۶: ۸۔

(۱۹) مجید اللہ،العطایا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویۃ کا موضوعاتی جائزہ،ص:۶،۷،ادارہ تحقیقات احمد رضا کراچی ۱۹۸۸ء

(۲۰) عبدالحی الحسنی ،نزہۃ الخواطر،۸:۵۰،۵۲۔

(۲۱) فتاویٰ رضویہ،۱:۶،۷:۷۔ii-نوری،محمد مصطفےٰ رضاخان قادری برکاتی،ملفوظات،ص:۲۔

(۲۲) عبدالحی الحسنی ، نزہۃ الخواطر،۸:۵۲۔

(۲۳) مظہری،محمد عبدالحکیم،رسائل رضویہ،ص:۴۔ ii-نوری،محمد مصطفےٰ رضاخان قادری برکاتی،ملفوظات،ص:۱۳۔؛ عبدالحی الحسنی ، نزہۃ الخواطر،۸:۵۲۔

(۲۴) فتاویٰ رضویہ،۲:۱۷۸-۲۴۷۔

(۲۵) فتاویٰ رضویہ،۴:۲۳۱-۳۷۶۔

(۲۶) فتاویٰ رضویہ، ۲:۲۳۱-۳۴۴۔

(۲۷) فتاویٰ رضویہ،۲:۴۱۶-۵۳۰،مزید چند مثالیں ملاحظہ ہوں۲:۱۱۶،۱۸۵،۳:۲۸۶،۱۰:۱۱۶،۱۷۰،۲۴۷۔

(۲۸) فتاویٰ رضویہ،جلد سوم،صفحات ،۱۷۰،۱۷۸،۱۹۶، ۲۴۶، ۲۵۰، ۲۵۱،۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۹، ۲۷۲،۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۷، ۲۸۰، ۳۲۰، ۳۳۵،۳۵۶،۳۷۵، اس طرح کی مثالیں جابجا دیکھی جاسکتی ہیں ۔

(۲۹) فتاویٰ رضویہ،جلد دوم :۱۵۲،جلد سوم:۲۱۸،۲۳۵،۲۴۶، ۲۴۷، ۲۶۵، ۲۶۷،۳۸۳،۵۸۳،جلد چہارم :۲۲۲،جلد پنجم، حصۂ محرمات:ص۱۴،جلد ششم: ۵۴، ۶۸، ۷۰، ۷۳،۷۴، ۷۷، ۸۱، ۸۲، ۹۰، ۹۱، ۱۰۵، ۱۰۸،۱۰۹، ۱۱۰، ۱۳۷، ۱۵۷، ۱۵۸،۱۶۲:۱۷۲،۱۹۵،۳۰۶،۳۵۴،جلد ہشتم : ۳۳۰،جلد نہم :۳، ۲۰، ۲۱، ۲۷،۳۲، ۳۵، ۳۷، ۴۱،۶۳،۸۲، ۹۳،۱۱۳،۱۲۸،۱۵۷جلد دہم :۲۶۹،۳۱۰،۳۱۱،۳۱۳،۳۱۴۔

(۳۰) فتاویٰ رضویہ،۲:۱۶۳-۱۹۰۔

(۳۱) اس کا حوالہ نہیں دیا گیا،فتاویٰ رضویہ،۲:۱۵۳۔

(۳۲) فتاویٰ رضویہ،۹:۶۳۔

(۳۳) ایضا،۹:۱۱۸۔

(۳۴) ایضا،۱: ۵۸۶-۷۳۴۔

(۳۵) قادری ، پروفیسر مجید اللہ، العطایا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویۃ کا موضوعاتی جائزہ،ص:۹۔

(۳۶) ایضاً،۸:۱۲۹۔

(۳۷) ایضاً،۸:۲۰۸۔

(۳۸) ایضاً،۵:۲-۴۔

(۳۹) مجددی، مفتی محمد مکرم احمد نقشبندی، فتاویٰ رشیدیہ اور فتاویٰ رضویہ کا تقابلی مطالعہ،ص:۸۳-۸۶،ادارہ تحقیقات احمد

رضا کراچی ۱۹۹۰ء۔ نیز دیکھئے، قادری، پروفیسر مجید اللہ، العطایا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویۃ کا موضوعاتی جائزہ، ص: ۱۲-۱۳۔

(۴۰) فتاویٰ رضویہ، ۲: ۱۶۵، (۲) ۲: ۸۷-۱۲۶، (۳) ۳: ۱۸۵-۱۹۲، (۴) ۲: ۱۹۶، ۳: ۴۳، (۵) ۳: ۱۹۰، (۶) ۲: ۴۱۹، ۳: ۴۲۲، ۶: ۳۰، ۱۰: ۷۳، ۱۷۸، (۷) ۳: ۵۹۷، ۶: ۳۸۱، ۴۴۴، (۸) ۴: ۴۱۴، (۹) ۴: ۴۲۶، (۱۰) ۴: ۴۷۰، (۱۱) ۴: ۵۲۳-۵۳۷، (۱۲) ۷: ۱۱۱-۱۱۲، (۱۳) ۷: ۱۱۳، (۱۴) ۶: ۱۷۳-۱۷۴۔ (۱۵) ۷: ۳۸۰-۳۸۲، (۱۶) ۵: ۱۲۰، ۶: ۲۹۷-۳۰۷

(۴۱) فتاویٰ رضویہ، ۱: ۷۳۳-۷۴۹، ۳: ۲۸۱-۳۱۳، ۳: ۳۲۴-۳۳۹، ۴: ۲۳۱-۲۳۵، ۴۱-۵۹، ۶: ۲۱۲-۳۲۰، ۱۰: حصہ اول، ۱۷۳، ایضاً، ۳: ۳۰۱۔ ۱۰: حصہ دوم، ص ۲۶۹، ۵: ایضا حصہ محرمات، ۱۱۵، ۶: ۱۷۳، ۶: ۲۸۰، ۲: ۵۲۰، ۶: ۱۸۳۔

(۴۲) عبدالحی الحسنی، نزہۃ الخواطر، ۸: ۱۶۹۔

(۴۳) جامع الفتاویٰ، ۱: ۲۔

(۴۴) عبدالحی الحسنی، نزہۃ الخواطر، ۸: ۱۶۹۔

(۴۵) ایضاً، ۸: ۱۶۹۔

(۴۶) جامع الفتاویٰ، ۲: ۵، ۲۷، ۵۵، ۳۷، ۳۸، ۴۹، ۸۰، ۱۱۲۔

(۴۷) ایضاً، ۱: ۸۳، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۴۸، ۱۴۹، ۲: ۶۷، ۱۱۶۔

(۴۸) تفصیل دیکھئے، جامع الفتاویٰ، ۲: ۵۱-۱۸۔

(۴۹) تفصیل دیکھئے، جامع الفتاویٰ ۲: ۷۰-۸۱۔

(۵۰) قادری، محمد عبدالحکیم شرف، تذکرہ اکابر اہل سنت، ص: ۵۳۵، مکتبہ قادریہ جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور، ۱۹۷۶ء۔

(۵۱) ایضاً، ص: ۵۳۸۔

(۵۲) گردیزی، شاہ حسین، مہر انور، ص: ۱۰۶، مکتبہ مہریہ گولڑہ شریف اسلام آباد، ۱۹۹۲ء۔

(۵۳) ایضاً، ص: ۵۴۰۔

(۵۴) ایضا، ص: ۲۱۳۔

(۵۵) گیلانی، مہر علی شاہ بن سید نذر الدین شاہ، فتاویٰ مہریہ، ص: ۴۶، جامعہ غوثیہ گولڑہ شریف، ۱۹۷۷ء۔

(۵۶) فتاویٰ مہریہ، ص: ۵۲۔

(۵۷) ایضا، صفحات: ۴-۷، ۲۷-۴۳، ۵۲-۵۳، ۵۶-۵۹، ۶۹، ۱۱۳۔

(۵۸) قادری، مولانا محمد جلال الدین، محدث اعظم پاکستان، ص: ۱۲۷، مکتبہ قادریہ، لاہور، ۱۹۸۹ء۔ نیز فتاویٰ امجدیہ، ۱: ۱۔

(۵۹) قادری، مولانا محمد جلال الدین، محدث اعظم پاکستان، ص: ۱۲۷

(۶۰) اعظمی، مفتی امجد علی بن مولانا جمال الدین، فتاویٰ امجدیہ، ۱: ۲، مکتبہ رضویہ آرام باغ، کراچی، ۱۹۹۷ء۔

(۶۱) ایضاً، ۱: ۲۔

(۶۲) فتاویٰ امجدیہ، ۱: ۵۳، ۴۵، ۵۵، ۶۲، ۱۶۷۔

(۶۳) فتاویٰ امجدیہ، ۱: ۱۰۸، ۱۲۰، ۱۶۸، ۳۰۱، ۳۱۳۔

(۶۴) فتاویٰ امجدیہ، ۲، ۵۶، ۸۴، ۴: ۱۵، ۱۶، ۱۸، ۲۰، ۳۶، ۸۲، ۹۷، ۹۸، ۱۰۰، ۱۰۲، ۱۳۴، ۱۵۰، ۱۵۳، ۱۷۸، ۲۰۴، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۳، ۲۴۵، ۲۶۷، ۲۷۴، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۶۷، ۳۸۲، ۴۰۶، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۲۳، ۲۲۷، ۴۴۲، ۴۶۱، ۴۶۵، ۴۶۸-۴۸۱۔

(۶۵) فتاویٰ امجدیہ، ۱: ۲۹۱، ۲۹۴، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱۔

(۶۶) فتاویٰ امجدیہ، ۳: ۱۵۳، ۱۷۲، ۲۱۵، ۲۱۷۔

(۶۷) فتاویٰ امجدیہ، ۳: ۲۱۵، ۲۲۹، ۲۳۲، ۲۳۶۔

(۶۸) فتاویٰ امجدیہ، ۱: ۵۷-۶۲، (۲) ۱: ۲۰۳-۳۳۲، (۳) ۱: ۳۴۵-۳۵۶۔ (۴) ۱: ۶۵-۶۷۔

(۶۹) مفتی محمد مظہر اللہ بن محمد سعید، فتاویٰ مظہری، ۱: ۲۹، مدینہ پبلشنگ کمپنی بندر روڈ کراچی، سن ندارد۔

(۷۰) ایضا، ۱: ۳۰۔

(۷۱) ایضاً، ۱: ۳۱۔

(۷۲) ایضاً، ۱: ۳۶۔

(۷۳) ایضا، ۱: ۹۔

(۷۴) ایضاً، ۱: ۳۷۷۔

(۷۵) ایضاً، ۱: ۴۰۹۔

(۷۶) ایضاً، ۱: ۲۷۱-۲۷۹۔

(۷۷) فتاویٰ مظہری، ۳۰۱-۳۱۵، ۳۸۶-۴۰۵، ۴۱۳-۴۳۳۔

(۷۸) راہی، اختر، تذکرہ علمائے پنجاب، ص: ۱۰۶، مکتبہ رحمانیہ اردو بازار، لاہور، ۱۹۸۰ء۔

(۷۹) ایضاً، ص: ۱۰۷۔

(۸۰) نعیمی، مفتی احمد یار خان بن محمد یار خان، فتاویٰ نعیمیہ، صفحات: ۷۶-۸۲۔ ادارہ کتب اسلامیہ گجرات، سن ندارد۔

(۸۱) ایضاً، صفحات: ۱۱۲-۱۱۳۔

(۸۲) نعیمی، محمد عبداللہ بن محمد رمضان، فتاویٰ مجددیہ نعیمہ، ص: ۱۳، مفتی اعظم سندھ اکیڈمی دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ، کراچی،

۱۹۹۱ء۔

(۸۳) ایضاً،ص:۱۴، ۱۹۔

(۸۴) تفصیل بالترتیب ملاحظہ ہو فتاویٰ مجددیہ ا: ۴۸-۷۳ ، ۷۴-۹۵ ، ۳۷۸-۳۹۵، ۴۰۹-۴۱۱، ۴۱۸-۴۳۱، ۴۵۴-۴۶۵۔

(۸۵) ایضاً،صفحات:۱۶۶-۱۷۲۔

(۸۶) ایضاً ۴۵۴-۴۶۵۔

(۸۷) ایضاً، ۳۷۸-۳۹۰۔

(۸۸) اس عنوان کے تحت مفتی صاحب نے دیوبندی امام کی اقتداء میں نماز ادا کرنے کے عدم جواز کا فتویٰ دیا ہے،ص: ۱۳۵۔

(۸۹) اسی طرح ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں: ''صورت مسئولہ میں یہ پیش امام خود بھی بدعقیدہ ہے...اور یہ امام جو ان کے عقائد کفریہ پر اطلاع پا کر اگر ان کو حق پر اور اپنا پیشوا جانتا ہو تو یہ امام بھی کافر ہے''، فتاویٰ مجددیہ، ص:۱۳۶۔

(۹۰) نعیمی، ابوالخیر محمد نور اللہ بن ابوالنور محمد صدیق ،فتاویٰ نوریہ،ا:- ۶۵ ، دارالعلوم حنفیہ بصیر پور،ضلع اوکاڑہ، ۱۹۹۱ء۔

(۹۱) ایضاً، ۷۰۔

(۹۲) ایضاً، ۷۱-۷۲۔

(۹۳) ایضاً، ۹۶-۹۹۔مفتی صاحب کے حالات زندگی اور دینی خدمات کی تفصیل دیکھئے: فتاویٰ نوریہ ۵۵-۱۰۸۔

(۹۴) فتاویٰ نوریہ،۳: ۴۳۴۔

(۹۵) فتاویٰ نوریہ،۵: ۷۳۔

(۹۶) روز نامہ جنگ، کراچی،ص:۳، ۵، رجب المرجب ۱۴۲۰ھ/۱۵، اکتوبر ۱۹۹۹ء۔

(۹۷) رضوی، علامہ محمود احمد بن سید احمد قادری، فتاویٰ برکات العلوم،ص:۲،دارالعلوم حزب الاحناف، لاہور، ۱۹۸۵ء۔

(۹۸) رضوی، وقار الدین قادری بن حمید الدین، وقار الفتاویٰ، ا:۲، بزم وقار الدین گلستان مصطفیٰ کراچی، ۱۹۹۷ء۔

(۹۹) ایضاً، ا:۳۔

(۱۰۰) ایضاً، ا:۵۔

(۱۰۱) ایضاً، ا:۱۰۔

(۱۰۲) ایضاً، ا:۱۶-۱۹۔

(۱۰۳) ایضاً، ا:۳۸۔

(۱۰۴) مزید تفصیل دیکھئے، وقار الفتاویٰ ،ا:۳۵۵-۳۵۸۔

(۱۰۵) وقار الفتاویٰ،۱:ژ۔

(۱۰۶) امجدی،مفتی جلال الدین احمد بن جان محمد،فتاویٰ فیض الرسول،۲:۳۴،شبیر برادرز اردو بازار لاہور،۱۹۹۲ء۔

(۱۰۷) ایضاً،۲: ۳۵،مفتی صاحب کی تصنیفی و اصلاحی خدمات کی تفصیل ملاحظہ ہو:- ایضاً،۲: ۴۹-۵۷۔

(۱۰۸) ایضاً،۱:۱۳۲-۱۳۳۔

(۱۰۹) ایضاً،۲:۴۸۴۔

(۱۱۰) فتاویٰ فیض الرسول،۱:۴۳ ، ۱:۷۳ ،۲:۳۸۱،۲:۴۰۶،۲:۵۷۔

(۱۱۱) فتاویٰ فیض الرسول،۲:۳۸۱۔

(۱۱۲) ایضاً،۲:۴۰۶۔

(۱۱۳) فتاویٰ فیض الرسول،۲:۵۷،۱:۴۳-۴۵۔

(۱۱۴) تفصیل دیکھئے،۱:۴۳-۴۵۔

(۱۱۵) جلد اول صفحات :-۱۸،۲۱،۲۳،۲۹،۳۱،۴۳،۴۵،۴۶،۴۸،۴۹،۵۵،۶۴،۷۲،۷۳،۷۶،۱۵۶،۲۲۶،۲۴۳، ۲۵۵،۲۷۳،۲۸۰،۲۸۷،۲۸۸،۲۹۲،۲۹۴،۳۰۰،۳۰۷،۳۰۹،۳۱۲،۳۱۸،۳۲۵،۳۲۷،۳۲۹،۳۳۱،۳۳۲، ۳۳۵،۳۳۸،۳۴۱،۳۴۵،۴۴۲،۵۵۲،۶۰۶،۶۰۷،۶۰۸،۹۱۰،۶۱۱،۶۱۳،۶۱۴،۶۱۵،۶۱۶،۶۱۷،۶۵۶، ۶۶۴،۶۹۱۔جلد ثانی،صفحات :-۲۱۱،۲۲۲،۲۳۶،۳۵۷،۳۶۳،۴۲۷،۴۸۲،۵۰۷،۵۱۵،۵۱۶،۵۲۳،۵۲۶، ۵۳۶،۶۳۷،۵۳۸،۵۳۹،۵۵۶،۵۷۹،۵۹۰،۵۹۲،۵۹۷،۵۰۸،۶۱۳،۶۱۴،۶۱۵،۶۱۶،۶۲۲،۶۲۵،۶۲۵، ۶۳۹،۶۴۰،۶۴۲،۶۵۰،۶۵۱،۶۶۲،۶۶۹،۶۷۸،۶۹۷،۷۰۳،۷۱۱،۷۰۳،۷۱۷،۷۱۸۔

(۱۱۶) ایضاً،۱: ۱۹۵،۱۹۶،۲۰۳،۲۰۶،۶۰۷،۲۱۱،۲۱۲،۲۱۴،۲۱۶،۲۱۸،۲۲۰،۲۲۱،۲۲۲،بعض صفحات پر یہ فتویٰ دو بار مکرر ہے۔

(۱۱۷) یضاً،۱:۲۶۸،۲۷۶،۲۸۳،۲۹۸،۳۰۱،۳۱۷۔

(۱۱۸) ایضاً،۱:۶۲۴،۶۲۵،۶۲۶،۶۲۷،۶۳۲،۶۳۵،۶۳۷،۶۶۲۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆